UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلہ ثانی — بیسویں جلد

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لنڈن

مصنفہ
جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس



پبلشرز
لال برادرس
پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

قیمت ۱۲؍

دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچ جائیں

اوّل :- امرت دھارا تقریباً اُن کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں پیدا ہوتی ہیں مثلاً بچوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں کامل علاج ہے اور استعمال کرنے والوں سے

۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہئے۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھکر جو نقلیں شروع کر دی ہیں وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھیں مفصل حالات کیواسطے رسالہ امرت ”مفت“ منگوا دیکھیں۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے (عِہ) نمونہ صرف آٹھ آنے (۸ر)

دوم :- امرت دھارا کے موجد کوی، ودیا رتن، راج ویدیا، بھوشن پنڈت **ٹھاکر دت** شرما ویدیا اخبارات کے ایڈیٹر اور تین درجن کے قریب **مفید عام کتب** کے مصنف ہیں اور انکے زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر **۲ لاکھ روپیہ** سے چل رہا ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں۔ آپ کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے خفیہ امراض مرداں و زنان کے بھی خاص معالج ہیں اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے علاج کرا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک، ویدیا امرت کتب۔ فہرست ادویات کارخانہ اور رسالہ امراض مخصوصہ مرداں ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں ❊

المشتہر: منیجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس امرت دھارا سٹرک امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳ لاہور

سلسلہ ثانی

بیسویں حباب

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر

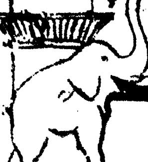
رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۳۰ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور۔

جارج شیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا



فہرست مطالب

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

بیسویں جلد

باب ۱۷۰ مسنر ہارٹیم میدان عمل میں۔ عشق کا پہلا سبق

ادھر مسنر ہارٹیم بھی اس کام سے غافل نہ رہی جو اس کے سپرد کیا گیا تھا۔

لارڈ ولیم کا خط لیکر وہ ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو اس مکان کی طرف ہوئی جو کسی زمانہ میں ٹارنر کاٹیج کے نام سے موسوم تھا۔ اور اس گلی میں جا اتری۔ جس کے ایکجانب باغ کے گرد بنی ہوئی کاسہ سینر اور مضبوط باڑ تھی۔

ابھی تک اس نے اپنے دل سے اس بات کا فیصلہ نہیں کیا تھا کہ میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔ وہ کام کی دشواریوں کو خوب سمجھتی تھی۔ اور چونکہ وہ کوئی خاص تجویز مرتب کرنے سے قاصر تھی۔ اس لئے اس نے مستقبل کو واقعات کی رفتار پر چھوڑنا ہی بہتر جانا۔

اپنے دل میں اس نے سوچا کہ مسٹر ورنن نے ضرور اپنی بیٹی کو اجنبی لوگوں کی ملاقات سے منع کر دیا ہوگا مسٹر ورنن کے سلوک کو دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اپنے گھر میں میری موجودگی کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اپنا جو قصہ میں نے اس کے روبرو بیان کیا اس نے اسے قابل تحسین نہیں سمجھا تھا۔ ان حالات میں اس نے لئے اس نتیجہ پر پہنچنا قدرتی تھا کہ مسٹر گینس کو میرے خلاف خبردار کر دیا ہوگا۔ اور اسے اس بات کی زد

ہدایت کی گئی ہوگی کہ وہ مجھ سے نہ ملے۔ اس کے لئے یہ سوچنا بھی ہر طرح قرین قیاس تھا۔ کہ مجھے شاید اس کی نظروں میں ایک ضرر رساں ہستی ظاہر کیا گیا ہو۔ اور نوکروں کو ہدایت کر دی گئی ہو کہ مجھے مکان کے قریب نہ آنے دیں۔

یہ سب خیالات یکے بعد دیگرے مسٹر بارنیمر کے دل میں پیدا ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں وہ بیچارہ تو کیا کوئی بھی شخص اس بارہ میں خاص رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔ کہ میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔

ہاں ایک بات رہ رہ کر اس کے سینہ میں امید پیدا کر رہی تھی۔ اور وہ یہ کہ صبح کے وقت مطلع چونکہ صاف تھا۔ اور آفتاب کی زرانی شعاعیں فطرت کے چہرہ کو روشن بنا رہی تھیں۔ اس لئے اگنیس بہت ممکن ہے تو اپنے باغ میں سیر کرنے ضرور نکلے گی۔ اس کی یہ امید موہوم بھی ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ باغ کے گرد بنی ہوئی اونچی باڑ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دیکھتا ہے وہ حسینہ صبح کا لباس پہنے کتاب ہاتھ میں لئے آہستہ آہستہ باغ کی ایک روش پر ٹہل رہی ہے۔

اس وقت جب اس عجوزہ نے باڑ کے ساتھ اگی ہوئی جھاڑیوں کے اندر سے اس کی صورت دیکھی تو وہ اسے کس درجہ حسین نظر آئی! اس کی ہر ایک حرکت میں شان دلفریبی تھی اور اس کی صورت پر انبساط کے آثار نمودار۔ انداز سے شرافت اور نجابت برستی تھی۔ اور مجموعی طور پر اس کے گرد معصومیت کا ایک ایسا حلقہ زن تھا کہ وہ کوئی فوق الفطرت ہستی معلوم ہوتی تھی جس سے کسی طرح کے جذبات سفلی کو منسوب کرنا غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ اور قلب انسانی نہایت پاک اور مقدس شاعرانہ جذبات سے اس کی پرستش کرنے کو آمادہ ہو سکتا ہے۔

اس کی نگاہیں کتاب پر لگی ہوئی تھیں جو نازک اور سپید ہاتھ میں تھی۔ اور چونکہ وہ کتاب کا مطالعہ پوری توجہ سے کر رہی تھی۔ اس لئے اس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں بڑی ہی آہستگی سے باغ کی روش پر چل رہے تھے۔ سر پر تنکوں کی ٹوپی جسے اس نے بظاہر جلدی میں رکھ لیا تھا۔ کیونکہ اس کے سپید فیتوں کو ٹھوڑی کے نیچے باندھنے کی بجائے تغافل انداز سے کندھوں پر ڈال لیا گیا تھا۔ اور اس کے پر زاغ کی طرح سیاہ بالوں کی لٹیں شانوں پر لہراتی ہوئی سینہ تک پھیلی تھیں۔

سورج کی کرنیں اس دلفریب حسینہ کے بالوں کو بوسہ دے کر ان کی سیاہی میں نور کی چمک پیدا کر رہی تھیں۔ نکھری ہوئی دھوپ میں اس کے لباس کی سپیدی باغ میں ارگرد کے درختوں

اور جھاڑیوں کی سبزی کے مقابلہ میں چکاچوند پیدا کرتی تھی۔

حسینہ کو باغ میں دیکھ کر مسٹر مارٹیمر بہت خوش ہوئی۔ خصوصاً اس لئے کہ اس نے دیکھا وہ باڑ کے اس طرف آ رہی ہے جہاں یہ خود چھپی کھڑی تھی۔

اسے بے خبری میں مسٹر مارٹیمر کے قریب پہنچنے تک کئی منٹ لگ گئے۔ کیونکہ نہ صرف وہ بڑی آہستگی سے چل رہی تھی۔ بلکہ ایک دو بار کسی نہایت دلچسپ فقرہ پر پہنچکر وہ اسے غور سے پڑھنے کے لئے رک بھی گئی۔ وہ سکاٹ کے مشہور ناول "آیونھو" کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اور اس کے پیش نظر وہ حصہ تھا۔ جس میں برائن ڈوابائے گلبرٹ اور آیونھو کے دلفرڈ کے مقابلہ کا ذکر ہے۔

یکایک وہ کسی کے منہ سے اپنا نام سنکر چونکی۔ اس نے وحشت زدہ ہو کر ارد گرد دیکھا مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔

"مس ورنن . . . پیاری مس ورنن" پھر وہی آواز سنائی دی۔ اور اب وہ باڑ کے قریب تر سنائی دے رہی تھی "ڈرو نہیں۔ کوئی دشمن نہیں ہے۔ جو اس طرح تمہیں مخاطب کرتا ہے" دوشیزہ نے اس بڑھیا کی آواز پہچانی۔ جو قریباً ایک ہفتہ پیشتر اس سے ملنے آئی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس کشمکش و پنج میں ہو گئی۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

"بیگم میری بات سننے سے انکار نہ کیجئے . . . مس ورنن مجھے اظہار مدعا کا موقعہ دیئے کے بغیر چلی نہ جائیے" مسٹر مارٹیمر نے کہا۔ اگرچہ وہ حسینہ اب تک باڑ کی پتیوں میں سے اس کی صورت نہ دیکھ سکی "میں ایک بہت ضروری خبر لائی ہوں۔ اور یقین جانئے۔ میں آپ کو خفیف ترین ضرر پہنچتے نہیں دیکھ سکتی"

"لیکن میں نے والد سے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ کہ جو شخص ان سے چٹھی لئے بغیر میرے پاس آئے گا۔ میں ہرگز اس سے گفتگو نہیں کروں گی" مس ورنن نے آخر کار مہر خاموشی توڑ کر کہا "اس کے علاوہ" اس نے کسی قدر تامل کے ساتھ کہا "مجھے اندیشہ ہے۔ آپ میری بہتری چاہنے والی نہیں ہیں"

"افسوس! مس ورنن! افسوس کہ آپ میری نسبت ایسے شبہات کو دل میں جگہ دیتی ہیں" مسز مارٹیمر نے اس انداز سے کہا۔ کوئی جانتے اسے ان لفظوں سے سخت ہی صدمہ پہنچا ہے "خیال فرمائیے آپ کو دکھ پہنچانے میں میرا کیا فائدہ؟ اور وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے میں آپ کو ضرر

پہنچا سکتی ہوں؟"

"میں نہیں کہہ سکتی ۔ ۔ ۔ مگر اس کے باوجود ۔ ۔ ۔"

"میری عزیز خاتون آپ کا تامل بے اثر ہے ۔ مجھے یقین ہے ۔ آپ کو میری گزارش سننے میں انکار نہ ہوگا" عمر رسیدہ عورت نے جلدی سے کہا "میں انصاف کے نام پر آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ مجھے ان شبہات کی صفائی کا موقعہ دیجئے ۔ جو یقیناً آپ کے والد نے میرے خلاف آپ کے دل میں پیدا کر دیئے ہیں لیکن یہ فرمائیے آپ کے ہاتھ میں کون سی کتاب ہے؟" مسز ہاتھیر نے اس خیال سے پوچھا کہ غالباً یہ کوئی ناول ہوگا ۔ اور اس صورت میں مجھے گفتگو کو عشق کے مضمون کی طرف بدلنے میں زیادہ دشواری نہ ہوگی ۔

"میڈم یہ کتاب "آیوتھو" ہے" اگنیس نے جواب دیا "لیکن معاف کیجئے میں بہت دیر تک یہاں آپ کے پاس نہیں ٹھہر سکتی ۔ مجھے آپ کی طرف سے کسی طرح کے شبہ کو دل میں جگہ دینے کا سخت افسوس ہے لیکن والد کا حکم ہے ۔ ۔ ۔"

"میری عزیز لڑکی" مسز ہاتھیر نے ایسے التجا آمیز لہجہ میں کہا کہ اگنیس واپس ہوتے ہوئے رک گئی "اصول انصاف کی خلاف ورزی ایک ایسا گناہ ہے جس کا ارتکاب والدین کے حکم پر بھی نہ کرنا چاہیئے ۔ آپ انگریزی زبان کے ایک بہترین قصہ کا مطالعہ کر رہی ہیں" اس نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا "اور یقیناً بارہا آپ کے دل سے اس بے اثر محبت کے لئے سرد آہیں نکلی ہوں گی ۔ جو حسین ہیودن کے سینہ میں اس جوان کے لئے تھی جو اپنا دل لیڈی روینا کو نذر کر چکا تھا"

اگنیس جو اپنی سادگی طبع کے باعث نہیں جانتی تھی کہ اس ذکر کا مقصد کیا ہے ۔ کہنے لگی "میں سچ کہتی ہوں ۔ میں نے حسین و جمیل ربیکا کے لئے کئی بار آنسو بہائے ہیں ۔ حالانکہ میں جانتی ہوں اس کا کوئی حقیقی وجود نہیں تھا ۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ اس کی لغزش سے اس قدر محبت کیوں تھی؟"

"اس واقعہ کی کیفیت بالکل اس انداز سے بیان کی گئی ہے گویا ایک حقیقت ہو ۔ کیوں آپ کی رائے میں بھی ایسا ہے یا نہیں؟" مسز ہاتھیر نے پوچھا ۔

"میں نہیں جانتی اس کا کیا جواب دوں ۔ ۔ ۔ لیکن مجھے بھی ایسے ہی معلوم ہوتا"

سلہ اسی ہیودن کا نام ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ۔ مترجم ۔

کہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ ایسے واقعات عالم حقیقت میں بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے جذبات جو ربیکا سے منسوب کئے گئے ہیں محض فرضی نہیں ۔ ۔ ۔ لیکن مجھے اجازت دیجئے۔ میں اب ٹھیر نہیں سکتی ۔ ۔ ۔"

"صاحبزادی ایک بات اور سنتے جائیے" بوڑھی عورت نے قطع کلام کر کے کہا "آپ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایسے جذبات جو ربیکا کے دل میں دلفرڈ کے متعلق اور دلفرڈ کے دل میں روینا کے لئے موجود تھے۔ فرضی نہیں حقیقی وجود رکھتے ہیں۔ یقین فرمائیے کہ اگرچہ وہ واقعہ جو آپ کے پیش نظر تھا محض ایک افسانہ ہے۔ تاہم اس کے دوران میں جن احساسات کا ذکر آیا وہ حقیقی ہیں جس احساس لطیف کا نام اس کتاب کے مصنف نے "محبت" رکھا ہے وہ فی الحقیقت ایک ایسا جذبہ ہے جسے روئے زمین پر ہر شخص محسوس اور تسلیم کرتا ہے"

"بے شک محبت ایک جذبہ لطیف کا نام ہے" بھولی اگنیس نے کہا "جو والدین اپنی اولاد کے متعلق اور بچے اپنے والدین کی نسبت رکھتے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ راحت آفریں احساس ہر متنفس کے سینہ میں پایا جاتا ہے"

"آپ نے بالکل درست فرمایا" عمر رسیدہ عورت فوراً کہنے لگی "بے شک اس احساس کا نام جو والدین اور اولاد کے درمیان کام کرتا ہے محبت ہے لیکن اس محبت کا ایک پہلو اور بھی ہے۔ وہ محبت جو ربیکا کو نواب آیونھو سے تھی بالکل اس محبت سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ جو والدین اور اولاد کے درمیان پائی جاتی ہے۔ دونوں کا فرق یوں واضح کیا جا سکتا ہے کہ پہلی صورت میں وہ ایک جذبہ تھا۔ مگر آخر الذکر میں صرف ایک احساس ہے"

"میڈم میں آپ کی بیان کردہ لطافت کو نہیں سمجھ سکی" اگنیس نے اس گفتگو میں رفتہ رفتہ زیادہ دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سکاٹ کے ناول نے اس کے قلب پر ایک گہرا اثر پیدا کر دیا تھا۔ اور اس کی طبیعت میں ایک ایسا استعجاب پیدا ہو چکا تھا۔ جسے رفع کرنے کی اگرچہ وہ کوشش کرتی تھی تاہم اپنی معصومانہ بے خبری میں اس کو سمجھنے سے بالکل قاصر تھی۔

"فرض کیجئے ربیکا نواب آیونھو کے نام ایک خط لکھ کر اس میں ان جذبات کا اظہار کرتی جو اس۔ ۔ کے دل میں اس کے لئے موجود تھے" عیار عورت نے ایک عجیب طریق پر

اصلی ذکر شروع کرتے ہوئے کہا: "اس صورت میں اگر ولفرڈ اس داستان محبت کو پڑھنے سے انکار کر دیتا۔ تو کیا آپ اسے نامہربان، فیاضی کی صفات سے عاری، سخت گیر اور وحشی نہ سمجھتیں؟"

"مگر وہ حقیقت میں نہایت فیاض جان تھا" اگینس نے پرزور لہجہ میں کہا "اور میرے خیال میں وہ ہرگز اس کی بھیجی ہوئی کسی چٹھی کو پڑھنے سے انکار نہ کرتا۔"

"بے شک نہ کرتا" مسز مارٹیمر نے معاملہ کو حسب منشا ترقی کرتے دیکھ کر کہا "اور اب میری عزیز لڑکی۔ فرض کیجئے وہ محبت جس کا ذکر آپ اس ناول میں پڑھتی رہی ہیں۔ خود ولفرڈ کے دل میں ربیکا کے لئے ہوتی اور ربیکا کو اس کا مطلق علم نہ ہوتا۔ یہ بھی فرض کیجئے کہ ولفرڈ بیوون کے نام ایک نہایت سودایانہ چٹھی لکھ کر اس میں اپنے احساسات کا اظہار کرتا۔ اس صورت میں آپ کے نزدیک اس حسین بیوون کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے تھا؟"

"انصاف یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی ویسی ہی فیاضی کا ثبوت دیتی۔ جس کی توقع ہیں ولفرڈ نواب آیونھو سے ہے۔" معصوم حسینہ نے بلا تامل جواب دیا۔

"یہ آپ کی آزادانہ رائے ہے؟" مسز مارٹیمر نے دل میں خوش ہو کر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔ اس کے سوا آپ کے سوال کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے؟" اگینس کہنے لگی۔

"اس صورت میں مس ورنن" اس عیارہ نے ظاہری سنجیدگی مگر دلی مسرت کے لہجہ میں کہا "میں التجا کرتی ہوں۔ آپ بھی اس خط کے ملاحظہ سے انکار نہ کریں۔ جو میں آپ کے لئے لے کر آئی ہوں . . . اور جو صرف آپ ہی کے دیکھنے لائق ہے۔"

یہ کہہ کر مسز مارٹیمر نے ٹریولین کی چٹھی باز کے راستہ پیش کی۔ جسے اگینس نے بے خبری کی سی حالت میں ہاتھ بڑھا کر لے لیا۔ اگرچہ اس فوری اور غیر متوقع واقعہ سے اسے بے حد تعجب ہوا۔

"اسے پڑھ لیجئے۔ مس ورنن اسے پڑھ لیجئے۔" عمر رسیدہ عورت نے جلدی سے کہا "میں سچ عرض کرتی ہوں۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو آپ کو رنجیدہ کرنے والی ہو۔ البتہ بہت سی باتیں اس میں نظر آئیں گی۔ جن کا دل خوش کن ثابت ہونا یقینی ہے۔"

اس درخواست پر اس معصوم پاکباز اور دنیاوی مکروفریب سے ناآشنا حسینہ نے لفافہ چاک کر کے خط کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا جیسا کہ ناظرین کو یاد ہوگا مضمون کا آغاز ان فقرات سے ہوتا تھا:۔

حسن و جمال کی ملکہ اور تمام خوبیوں کی مالک۔ بس درن کو سید اسلام پہنچے ایک اجنبی آپ کو ایسے انداز سے مخاطب کرنے کے لئے معافی کا خواستگار ہے۔ جس سے یقیناً آپ کے دل کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اگر راقم کو اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ جو کچھ وہ لکھ رہا ہے وہ خلوص دل پر مبنی ہے۔ اور اس کی تحریر کو کسی بُری نیت یا فاسد ارادہ سے تعلق نہیں۔

میں اس خط کے آغاز میں آپ کو مخاطب کرنے کی جرأت کے لئے پھر ایک بار معافی کا خواستگار رہتا ہوا التجا کرتا ہوں کہ ان سطور کو آخر تک پڑھنے کی عنایت سے محروم نہ رکھیے گا میں کاتب الحروف وہی ناچیز ہوں جسے گاہ بگاہ آپ نے اپنے مکان کے نواحات میں پھرتے دیکھا ہے اور اس خط کے نیچے میرا نام دیکھ کر آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ سوسائٹی میں میرا رتبہ حقیر نہیں ہے۔ پھر میں ایمان داری سے کہہ سکتا ہوں کہ میرا چلن آج تک بے داغ رہا ہے۔ اور میں آپ کے سامنے ایک لفظ بھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کروں گا۔ جسے مجھے آپ کے والد کے سامنے کہنے میں عار ہو۔

پہلے تو اس دوشیزہ کے چہرہ پر اس شخص کی تحریر سے آثار حیرت نمودار ہو گئے۔ جو اپنے آپ کو "اجنبی" تسلیم کرتا اور اپنے خط میں "خلوص دل" اور نیک نیتی کا ذکر کرتا تھا۔ حیران تھی کہ اس "خلوص دل" کا مقصد کیا ہے؟ اور اگر وہ "بری نیت یا فاسد ارادہ" نہیں رکھتا تو اس خط کی تحریر سے کیا مطلب ہے۔ اس سے ذرا آگے چل کر اسے معلوم ہوا کہ راقم وہ شخص ہے جسے اس نے کئی بار مکان کے آس پاس پھرتے دیکھا تھا۔ اور جس طرح تاریکی میں سورج کی ایک شعاع کے داخل ہو جانے سے روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اب اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس مکان کے قرب و جوار میں اس کے گشت لگانے کا مقصد صرف سیر کرنا نہیں تھا۔ پھر آخر اس کا مقصد کیا تھا؟ یہ بات اب تک اس کے ذہن میں نہیں آسکی۔ اور شاید اس کو جاننے کے لئے اس نے خط کا باقی حصہ بھی دیکھنا ضروری سمجھا۔ یہی وجہ تھی کہ سطور بالا کے آخری حصہ پر پہنچکر وہ اپنے دل سے کہنے لگی " ان الفاظ کو پڑھنے میں کیا ہرج ہو سکتا ہے۔ جن کی نسبت اس نے لکھا ہے۔ مجھے ان کو آپ کے والد کے روبرو بیان کرنے میں ذرا عار نہیں"

پس وہ کسی غیبی کشش کے زیر اثر اس خط کو پڑھتی رہی جس میں آگے چل کر لکھا تھا۔

اس مختصر تمہید کے بعد اصل مطلب کی طرف آتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے حسن سحر افروز نے میرے دل پر عظیم اثر پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی بات مجھے آپ کا غلام بنانے میں کم تھی۔ تو وہ حامل رقعہ کی اس توصیف سے پوری ہوگئی جو اس نے آپ کے خصائل کی نسبت کی ہے۔ میں خود مالدار ہوں۔ اور اس لئے اگر آپ دولت مند بھی ہوں تو میرے لئے آپ کے نام خط لکھنے کا مدعا ہرگز مالی پہلو سے خود غرضانہ نہیں ہے۔ اگرچہ میری دلی خواہش یہی ہے کہ آپ کسی امیر کبیر کی دختر نہ ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں آپ کو اس بات کا یقین ہو جائیگا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ وہ سراسر بے غرضانہ ہے۔ بس درحقیقت میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میرے لئے آپ سے تعارف حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا تو میں ہرگز یہ طریق عمل اختیار نہ کرتا۔ جس کی نسبت میرے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہیں اس سے آپ کے قلب نازک کو صدمہ نہ پہنچے۔ یا آپ مجھ سے خفا نہ ہو جائیں۔ لیکن میں پھر عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری محبت سچی اور خلوص دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر آپ مجھے اس مضمون پر اپنے والد سے خط وکتابت کی اجازت دیں۔ تو میں اسے بڑی خوشی سے منظور کروں گا۔ یا اگر وہ مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائیں تو میں اپنی خوش نصیبی تصور کروں گا۔ لیکن اگر اس اثنا میں آپ کو میری نسبت مزید حالات جاننے کی خواہش ہو تو میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ یہ ملاقات مسز مارٹیمر کی موجودگی میں ہو۔ کیونکہ میں ہرگز کوئی ایسی بات آپ کے سامنے کہنے کا ارادہ نہیں رکھتا جسے میں آپ کے والد یا دوستوں کے روبرو بیان کرنا موجب عار سمجھوں۔ اے کاش کوئی ذریعہ ہو کہ میں یہ ثابت کرسکوں۔ میری محبت کس درجہ صادق۔ میری عقیدت کتنی زبردست۔ اور میرا عشق کس قدر وسیع ہے۔

خط کے اس حصہ کا مطالعہ کرتے ہوئے اگنیس کے دل میں یہ خیالات جلد جلد پیدا ہوئے۔

اس نے لکھا ہے "تمہارے حسن سحر افروز نے میرے دل پر عظیم اثر پیدا کیا ہے . . . " اور تو کیا وہ مجھے حسین خیال کرتا ہے؟ مسز مارٹیمر نے بھی میری اس کے روبرو توصیف کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ عورت بری نہیں ہوسکتی۔ اور خاص اس کی طرف سے

تب مجھے کسی طرح کا ضرر پہنچ سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ والد کو اس عورت کی نسبت سخت غلط فہمی ہوئی۔ پھر وہ لکھتا ہے "میں خود مالدار ہوں۔ اور اس لئے اگر آپ دولت مند بھی ہوں تو میرے لئے آپ کے نام خط لکھنے کا مدعا خود غرضانہ نہیں" اگر ایسا ہے تو اس کا ارادہ یقیناً نیک ہوگا۔ کیونکہ دنیا میں جس قدر برائیاں کی جاتی ہیں ان سب کی تہ میں زرہی کا اثر ہوتا ہے۔ وہ ڈرتا ہے میرے قلب کو صدمہ نہ پہنچے۔ بامیں اس سے خفا نہ ہو جاؤں۔ لیکن جو شخص مجھ سے اس مودبانہ طریق پر تمنا طلب کرتا ہے۔ اس سے خفا ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ پھر وہ لکھتا ہے "میری محبت سچی اور خلوص دل سے تعلق رکھتی ہے" بے شک ویسی ہی محبت ربیکا کو ولفرڈ کے ساتھ اور خود ولفرڈ کو روینا سے تھی۔ آہ اب میں سمجھی یہ محبت اس محبت سے جدا ہے جو شیلر کو حسین بیودن سے تھی۔ وہ میرے والد نے اور خود مجھ سے ملاقات کا آرزومند ہے یہ سوچکر اس کا دل بڑے زور سے دھڑکنے لگا۔ اگرچہ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کہ یہ اختلاج کس لئے ہے۔ لیکن کسی نامعلوم وجہ سے اسے محسوس ہونے لگا۔ کہ نامہ نگار کوئی ملنسار آدمی ہے۔ "اور آیونھو" کا مصنف اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لئے شکیل کا لفظ ضرور استعمال کرتا۔ پڑھتے ہوئے اختلاج قلب کے ساتھ معصوم حسینہ اس خط کو پڑھتی رہی۔ حتےٰ کہ وہ اس مقام تک پہنچ گئی۔ جہاں لارڈ ولیم نے اپنے عشق کی وسعت کا ذکر کیا تھا۔

عشق! آہ کس لئے اس لفظ پر پہنچکر اس حسینہ کے خوشنما رخساروں پر سرخی چھا گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ دفعتہً اس کی آنکھوں کے سامنے سے ایک پردہ سا ہٹ گیا ہے۔ اب اسے معلوم ہوا۔ ربیکا کو ولفرڈ نواب آیونھو سے کس لئے محبت تھی۔ آج اپنی زندگی میں اول مرتبہ انجینس نے عشق کا پہلا سبق سیکھا۔

مگر اس کے باوجود اس کی روحانی پاکیزگی بدستور قائم رہی۔ فرق اگر کچھ واقع ہوا تو محض اس قدر کہ اس کے مزاج کی انتہائی معصومیت میں ذرا سی کمی پیدا ہو گئی۔ اب اس نے سمجھنا شروع کیا۔ کہ عشق ایک لطیف شاعرانہ جذبہ ہے۔ جس کا تعلق ادنےٰ دنیاوی احساسات سے نہیں ہے۔ اس کے قلب میں ایک پراسرار ناقابل فہم راحت اثر انداز ہونے لگی۔ ایسی جس سے وہ اس سے پہلے بہت کم بہرہ اندوز ہو سکی تھی۔ ان احساسات کے زیر اثر اس نے خط کا باقی حصہ بھی پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا:۔

بس درین یقین فرمائیے۔ میری راحت کا دارومدار فقط آپ کے جواب پر ہے۔ کیا آپ سے محبت کرنے میں مجھ سے ناعاقبت اندیشی کا اظہار ہوا ہے؟ اگر ایسا ہو تو میں عرض کرتا ہوں۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جس پر انسان کو مطلق اختیار نہیں۔ جس شخص نے کسی اور دیوتا کو نہیں جانا۔ وہ اگر سورج کی پرستش کرنے لگے تو قابل الزام نہیں۔ کیونکہ روشن اور دلفریب چیز کی طرف ہر ایک دل از خود کھنچا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مس! دل نے چونکہ کسی اور صنم کو نہیں دیکھا۔ اس لئے وہ آپ کو نیک اور خوبصورت دیکھ کر آپ ہی کا پرستار بن چکا ہے۔ پس میری التجا یہ ہے کہ مس! آپ اس فعل کو نگاہِ خشم سے نہ دیکھئے گا۔ اور نہ اس طرز عمل کو جسے میں نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ اپنے جذبات آپ تک پہنچاؤں۔ اپنی کدورت کا ذریعہ بنائیے گا۔ ایک دیانت دار آدمی جو خالص اور پرشوق محبت کا تحفہ لے کر حاضر ہوا ہے اسے حقارت کے ساتھ نظر انداز نہ کیجئے گا۔ اگر عشق کرنا جرم ہے۔ تو میں اس جرم کا اعتراف کر کے رحم کا ملتجی ہوں۔ مگر ایسا نہ ہو۔ اس رحم کے بدلے آپ مجھے خاموشی کی صورت میں ناقابل برداشت سزا دیں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ایک جان کی راحت کا دارومدار آپ کے فیصلہ پر ہے۔ اور یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اسے خوشی سے معمور کر دیں یا انتہائی رنج والم میں مبتلا۔ اس کے ساتھ ہی میری پیاری اگنیس . . . آہ بے اختیاری میں مجھ سے آپ کے نام کے ساتھ ایک ایسا لفظ لکھا گیا۔ جس کے اظہار کا مجھے سردست کوئی اختیار نہیں مگر اب کہ وہ ضبط تحریر میں آ چکا ہے۔ میں اسے مٹانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی جیسا کہ میں کہہ رہا تھا۔ اگر آپ کا دل کسی اور شخص سے وابستہ ہو چکا ہو۔ اگر کوئی اور انسان مجھ سے زیادہ خوش نصیب آپ سے شادی کا اقرار حاصل کر چکا ہو۔ تو اے راحت افزا حسینہ میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی آپ کو اپنی توجہ سے دق نہیں کروں گا۔ اور نہ کبھی اپنے ناچیز وجود کو آپ کی نظروں میں لانے کا موجب بنوں گا۔ کیونکہ میری محبت انتہائی احترام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور میری ہرگز یہ خواہش نہیں کہ آپ کے دل میں ذرا سا رنج بھی پیدا کروں۔

میں ہوں آپ کا سچا مداح اور عقیدت مند دوست۔

ولیم ٹریولین

اس آخری حصہ خط کو پڑھتے ہوئے اگنیس کے سینہ سے بے اختیار کئی بار آہ سرد نکلی۔ گویا اس سے عہد طفلی کی یاد یا کوئی اور خوشگوار خیال اس کا موجب ہو۔

مضمون کا یہ حصہ اس قسم کا تھا کہ اگر سکاٹ کا ناول اس کے زیر نظر نہ ہوتا تو شاید وہ اپنی معصوم بے خبری میں اس کا مطلب سمجھنے سے بڑی حد تک قاصر رہتی۔ اسے خیال آیا۔ کہ اگر لفرلو رونیا کے ساتھ شادی کا اقرار نہ کر چکا ہوتا تو کیا وہ ریبکا سے شادی کرنا منظور نہ کرتا۔ اس سے ظاہر تھا کہ ولیم ٹریویلین کی خواہش اسے۔۔ یعنی اگنیس کو اپنی بیوی بنانے کی تھی۔ اور اسے اندیشہ تھا۔ مبادا اس کا نکاح کسی اور شخص سے نہ ہو چکا ہو۔ آہ! اب اس نے اس خط کے مضمون کو جو اس کے نام بھیجا گیا تھا۔ پورے طور پر سمجھا۔ اب اسے محسوس ہوا کہ اسے مجھ سے محبت ہے۔ اور وہ میری صورت دیکھنے ہی کی غرض سے اس مکان کے قرب وجوار میں پھرتا رہا ہے۔ اس نے اس لئے خط لکھا کہ وہ ڈرتا تھا۔ مجھ سے ملنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ مجھے [illegible] نہ کر دے۔ اور اگر میرا نکاح کسی دوسرے شخص سے نہ ہو چکا ہو تو اسے میرے والد کے انکار کا اندیشہ نہیں۔

بڑھیا جو باڑ کی دوسری جانب کھڑی سبز پتوں کے شگاف میں سے دوشیزہ کے چہرہ سے اس کے مختلف خیالات کا اندازہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور بڑی حد تک جان چکی تھی۔ اس کے دل میں کیا گذر رہا ہے۔ اب کہنے لگی" میری بیٹی۔ میں امید کرتی ہوں آپ نے اس خط کا مضمون پڑھ لیا ہے؟"

"ہاں میڈم" اگنیس نے اس قدر آہستگی سے جواب دیا۔ کہ اس کے الفاظ بمشکل سنائی دیتے تھے۔ کیونکہ کسی نامعلوم وجہ سے اب وہ بڑی جھجک اور شرم محسوس کرنے لگی تھی۔

"اور آپ کو لارڈ ولیم ٹریویلین کے خلاف کسی طرح کی ناراضگی نہیں ہے۔۔۔"

"لارڈ ولیم ٹریویلین!" حسین دوشیزہ نے سخت متعجب ہو کر کہا" تو کیا یہ شخص کوئی نواب ہے؟ آہ! اس کا مجھے بہت افسوس ہوا" اس نے معصومانہ بے خبری میں ایک ایسا جملہ منہ سے ادا کرتے ہوئے کہا جس سے کہن سال عیارہ کے اس شبہ کو مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ کہ یہ لڑکی بھی لارڈ ولیم کی طرف سے لاپروا نہیں۔

"آپ کو اس بات کا افسوس ہے کہ وہ ایک امیر نواب ہے؟" مسز باشیر نے پوچھا" اور کیا یہ افسوس اس لئے ہے کہ آپ کو اندیشہ ہے۔ ایک شاکر امیر ایک غریب لڑکی سے شادی کرنا کسر شان سمجھے گا؟"

"ایجینس کے چہرہ پر شرم کی سُرخی پھیل گئی۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔"

"اس بات کا مطلق اندیشہ نہ کیجئے" عمر رسیدہ عورت نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "وہ ریاکار یا دھوکہ باز آدمی نہیں ہے۔ اور اس کے ارادے نیک۔ اور باعزت ہیں ایمانداری سے کہیئے گا۔ آپ کو اس خط سے کسی طرح کا رنج تو نہیں ہوا؟"

"آپ کے سوال کا جواب اثبات میں دینا دھوکہ بازی ہوگا" ایجینس نے جواب دیا "اس کے باوجود ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مجھے اس خط سے ناخوش ہونا چاہیئے تھا۔ اگرچہ حقیقت میں مجھے اس سے کسی قسم کا رنج نہیں ہوا۔ . لیکن خیر میں یہ خط اپنے والد کے پاس پیرس میں بھیج دوں گی . . "

"آہ! تو کیا مسٹر ورنن فرانس میں ہیں؟" مسٹر بارتیمر نے قطع کلام کر کے پوچھا۔ اور پھر جلدی سے کہنے لگی "لیکن صاحبزادی۔ میری رائے میں آپ کے لئے سردست اپنے والد کو اس معاملہ میں تکلیف دینا غیر ضروری ہوگا۔ کیونکہ یقیناً وہ کسی نہایت ضروری کام کے لئے ہی وہاں گئے ہیں . . ."

"یہ ٹھیک ہے" ایجینس نے بھی قطع کلام کر کے کہا "مگر وہ یہ جانکر بہت خوش ہوں گے کہ میں انہیں ہر بات کی خبر دے دیتی ہوں۔ اور چونکہ لارڈ ولیم ٹریولین نے اپنی چٹھی میں پیارے والد کا ذکر صاف اور صریح لفظوں میں کیا ہے . . ."

"مس ورنن . . . مس ورنن" عمر رسیدہ عورت نے اضطراب آمیز لہجہ میں کہا "یہ ایک اتنا نازک معاملہ ہے کہ میری رائے میں آپ کو صرف میری ہدایات پر چلنا چاہیئے . . ."

"اور آپ کی ہدایت یہ ہے کہ میں اس خط کو والد کے پاس نہ بھیجوں؟" دوشیزہ نے اس قدر ہلکے اور کپکپاتے لہجہ میں پوچھا کہ بڑھیا قطعاً معلوم نہ کر سکی۔ اس سوال کی تہ میں کیا خیال کام کرتا ہے۔"

"بے شک میری نصیحت سردست یہی ہے" بوڑھی عورت نے جواب دیا۔

"اور آپ کے نزدیک یہی رائے لارڈ ولیم ٹریولین کی ہوگی؟" دوشیزہ نے اور بھی زیادہ ہلکے اور کپکپاتے لہجہ میں دریافت کیا۔

"میرے نزدیک اس میں ذرا بھی شک نہیں" مسٹر بارتیمر نے جلدی سے جواب دیا۔

تو ان کی . . . . اور آپ کی دونوں کی بہتری اس میں ہے کہ میرے سوا کسی شخص کو آپ کی محبت کے راز کا علم نہ ہو . . . "

"اوہ! میڈم" اگنیس نے پراز ملامت اور فہمائش کے لہجہ میں کہا "اگر یہ محبت جس کا پیغام لے کر آپ میرے پاس آئی ہیں۔ ایسی ہی چیز ہے۔ جو سب سے پہلے مجھے والد سے بے تعلق کرانا چاہتی ہے۔ جو مجھے ایک ایسا راز اپنے سینہ میں رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ جسے میں ان کے روبرو ظاہر نہیں کر سکتی۔ تو پھر اس کا انجام راحت بخش نہیں ہو سکتا اس لئے الوداع میڈم۔ یہ خط ان کو واپس دے دیجئے گا۔ جس نے ازراہ عنایت اس قسم کے کلمات میرے لئے استعمال کئے۔ جو ذرا دیر کے لئے میری طبیعت میں جوش وحشت کا موجب بن سکے۔ میری طرف سے اسے فقط اتنا کہہ دیجئے گا کہ اگنیس درٹن کا خیال دل سے خارج کر دے"

اتنا کہہ کر اس دوشیزہ نے وہ خط گستاخانہ طریق پر تو نہیں مگر جلدی سے باڑ کے اوپر سے بڑھیا کی طرف پھینک دیا۔ اور خود کوٹھی کی طرف چل دی۔

اس خلاف امید فیصلہ کن کارروائی سے مسز بار ٹیمر پر چند منٹ کے لئے سکتہ کی سی حالت طاری ہو گئی۔ اس نے سوچا تھا کہ اگنیس میری دلیلوں سے قائل ہو کر میری ہر بات پر عمل کرنے کو تیار ہو گی۔ مگر ہوا یہ کہ اس معصوم اور بے لاگ ہستی نے راست شعاری کے اصول اور اس گہری محبت کے اثر میں جو اسے اپنے والد سے تھی۔ عشق کے اس ابتدائی احساس پر غالب آ کر جو اس منٹ کی گفتگو اور خط کے مضمون سے اس کے سینہ میں پیدا ہوا تھا۔ ایسی کارروائی کی جس کا مسز بار ٹیمر کو خواب میں بھی خیال نہیں آ سکتا تھا۔

وہ حیران تھی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ یہ بات صریح اور صاف تھی کہ موجودہ حالات میں اگنیس سے دوبارہ ملنے کی کوشش بے سود ہو گی! اور یہ بھی اسے منظور نہ تھا کہ لارڈ ولیم کے پاس یہ پیغام لے کر جائے۔ کہ میری بڑھی ہوئی سرگرمی نے بنی بنائی بات بگاڑ دی۔ پس وہ سوچنے لگی کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں اس معاملہ کو بالکل ہی ترک کر کے پیرس کو واپس چل دوں۔ جہاں وہ اپنی بیٹی کے معاملات میں حصہ لے کر اپنی سازباز کی قابلیتوں کا اظہار کر سکتی۔ اور دولت کما سکتی تھی۔ پانچ چھ ہزار پونڈ کی رقم جو اس نے زبردستی اپنے بدنصیب شوہر سے چھینی۔ اس کے پاس تھی پس اس نے یہی بہتر جانا کہ اس معاملہ پر تضیع اوقات فضول ہے۔ جس میں کیا

ہونے سے بھی زیادہ سے زیادہ چند سو کی رقم وصول ہو سکے گی۔

یہ سوچکر مسز بار ٹیمر نے ڑیوبین کا خط اپنے بٹوہ میں ڈال لیا۔ کیونکہ نجی معاملات کے کاغذات کو وہ اصولاً تلف نہ کیا کرتی تھی۔ اور واپس اس مقام پر پہنچکر جہاں اس کی کرایہ کی گاڑی کھڑی تھی۔ اس نے گاڑیبان سے بورو کی طرف چلنے کو کہا۔

بلیک مین سٹریٹ میں پہنچکر وہ گاڑی سے اتری۔ اور کرایہ ادا کر کے گاڑی والے کو رخصت کیا اس کے بعد وہ خود اس قہوہ خانہ کی طرف ہولی جس میں اس کی سکونت تھی۔

وہ قہوہ خانہ کے اس حصہ کے پاس سے گذر رہی تھی جس میں شراب خانہ واقع تھا۔ کہ مالکہ مکان نے اسے اشارہ سے اپنے کمرہ میں بلایا۔ اور دروازہ بند کر کے گستاخانہ لہجہ میں کہنے لگی " دیکھو مسز بار ٹیمر جس قدر جلد تم اپنے لئے کسی دوسرے مکان کی دیکھبھال کر لو اتنا ہی اچھا ہے۔ کیوں اس لئے کہ اگرچہ مجھے اس کی بہت زیادہ پروا نہیں۔ میرے گھر میں کون آتا ہے۔ اور کون جاتا ہے۔ لیکن ایسے شخصوں کو تو میں بہرحال پسند نہیں کرتی جو ذرا دیر پہلے تم سے ملاقات کرنے آئے تھے وہ تو میرے گھر سے دور ہی رہیں تو اچھا "

" نیک عورت " مسز بار ٹیمر نے قہوہ خانہ کی مالکہ کو حقیقی تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا " معلوم ہوتا ہے تمہیں کوئی بھاری غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ایک عزت دار عورت ہوں۔ اور یہ غیر ممکن ہے میری وجہ سے تمہارے گھر کی ذرا سی بھی بدنامی ہو۔ میرے ملاقاتی۔ سو میں حیران ہوں۔ ایسا کون ملنے والا تھا۔ جس سے تمہیں رنج پہنچا۔ مجھے تو کسی کے آنے کا انتظار نہ تھا۔ اس لئے ضرور تمہیں اس معاملہ میں مغالطہ ہوا ہے "

" بالکل نہیں " مالکہ مکان نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا " دو آدمی ابھی تمہارے پیروں کے آگے یہاں آئے تھے۔ اور آدمی بھی کون۔ پولیس کے افسر۔ جن کے پاس تلاشی کا وارنٹ تھا۔ پھر بھلا میں انہیں کیونکر روک سکتی تھی ؟ "

" افسر ! ... تلاشی کا وارنٹ لے کر ! " مسز بار ٹیمر نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ اگرچہ وہ حیران تھی۔ مجھ سے کونسی حرکت اس قسم کی ہوئی ہے جو افسران انصاف کو میرے پیچھے آنے کا موجب ہوئی ہو۔

مگر یکایک اس کے دل میں ایک نہایت خوفناک شبہ پیدا ہوا۔ اسے اپنے روپیہ کی فکر پیدا ہوئی کیونکہ وہ سب کا سب اس کی کوٹھری میں رکھا ہوا تھا۔

"ہیم۔ اب جو کچھ تمہارے جی میں آئے کہو" مالک مکان کہنے لگی "اور سچ یہ ہے کہ ہر شخص بات ٹالنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا ہی لیتا ہے۔ مگر جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ بالکل صحیح ہے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔ دو آدمی یہاں آئے تھے ایک لمبے قد کا بدصورت۔ اور دوسرا ایک نہایت کثیف پوش بڈھا۔۔۔"

"بڈھا؟" مسنر مارٹیمر نے زیادہ پریشان ہوکر کہا۔

"ہاں وہ بڈھا ہی تو تھا!" زن مذکور کہنے لگی "اور کہتا تھا میں پولیس کا افسر ہوں۔ اور میرے ساتھ یہ میرا نائب ہے۔۔۔"

"دھوکا!۔۔۔ سخت دھوکا!" مسنر مارٹیمر نے لڑکھڑاتے ہوئے ایک کرسی کا سہارا لے کر کہا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مارے جوش کے اس کا سانس رکا جاتا ہے! "میں سمجھ گئی یہ کیا فریب تھا!"

چند منٹ اس حالت میں رہنے کے بعد وہ یکایک سنبھلی۔ اس میں غیر معمولی طاقت پیدا ہوگئی تھی۔ تیزی سے چلتی ہوئی بالائی منزل میں اپنے کمرہ کی طرف گئی۔ اور مالک مکان بھی جو ایک موٹی تازی عورت تھی بہ نسبتہً آہستہ چلتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہولی۔

کمرہ میں داخل ہوکر مسنر مارٹیمر سیدھی اپنے ٹرنک کی طرف دوڑی۔ کیا دیکھتی ہے کہ اس کا قفل ٹوٹا ہوا ہے۔ دنیا اس کی نظروں میں اندھیر ہوگئی۔ اس نے جلدی سے ڈھکنا کھولا اور کپڑوں میں کسی چیز کو ٹٹولنے لگی۔ لیکن وہاں کیا خاک رکھا تھا۔ ایک نہایت دردناک چیخ مار کر وہ فرش زمین پر بیٹھ گئی۔

اتنے میں مالک مکان بھی کمرہ میں پہنچ گئی۔ عورت نظر تاڑی نہ تھی۔ اس نے مسنر مارٹیمر کو اس حالت میں دیکھا تو آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔ ایک کرسی پر رکھا۔ اور جلد جلد اس کی ٹوپی اور شال اتار دیا۔ لیکن مسنر مارٹیمر کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ چہرہ کی رنگت لاش کی طرح زرد ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قریب المرگ ہے۔

مگر جب اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے گئے تو اسے ہوش آگیا۔ مالک مکان نے پوچھا "کیا بات ہے؟ میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکی!"

"میں لٹ گئی!۔۔۔ بری طرح لٹ گئی!" مسنر مارٹیمر کھوکھلی گلوگیر آواز سے کہنے لگی۔ اسے یہ خیال نہیں آیا۔ کہ روپیہ آخر صاحب کے شوہر کا تھا تو اس سے کتنے بھی ناجائز

طریق پر حاصل کیا ہو۔

"لٹ گئی!... کس طرح لٹ گئی؟" مالکہ نے پوچھا "کیا پولیس کے افسر تمہیں لوٹ کر لے گئے؟..."

"اے بہن وہ پولیس کے افسر نہیں بدمعاش تھے" عمر رسیدہ عورت نے بحالی تواز کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے جوش سے کہا "انہوں نے میرے خلاف ایک نہایت ذلیل... پاجیانہ سازش کی مگر کیا ہوا۔ میں ان سے بدلہ لئے بغیر نہ چھوڑوں گی۔ میں اس کا خوفناک بدلہ لوں گی۔ معلوم ہوتا ہے اس نے یہ ساری شرارت کسی کے مشورہ اور امداد سے کی ہے۔ وہ میرے پیچھے پیچھے لگے ہوئے تھے انہوں نے اس بات کا انتظار کیا کہ میں کب باہر جاتی ہوں۔ اور جب موقعہ ملا پولیس کا بھروپ اختیار کر کے انہوں نے میرے بکسوں کی تلاشی لی... اور جو بات سب سے بری ہے وہ یہ ہے کہ وہ میرا روپیہ لوٹ کر لیجانے میں کامیاب ہو گئے۔"

"تو کیا یہ اس بڈھے کی شرارت تھی؟" عورت نے پوچھا۔

"ہاں اس بڈھے خبیث کی جسے تم غلیظ بتاتی ہو" اس نے جواب دیا "مگر یہ کہو کہ اس کے چہرہ کی رنگت زرد تھی؟ کیا اس کے منہ پر جھریاں تھیں؟ کیا وہ گفتگو کرتے وقت عصبی پریشانی کا اظہار نہیں کرتا تھا؟"

"ٹھیک وہی تھا"

"بے شک وہی تھا" مسز ہارٹیمر نے سخت غصہ اور جوش کی حالت میں کہا "مگر اب تم جاؤ۔ مجھے تھوڑی دیر تنہا رہنے دو۔ میں یہ سوچنا چاہتی ہوں۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میں اتنی گئی گزری بھی نہیں کہ اپنے آپ کو بے یارومددگار سمجھوں۔"

مالکہ مکان معذرت کے طریق پر کہنے لگی "میڈم میں امید کرتی ہوں۔ تم ان الفاظ کا گلہ نہیں کرو گی۔ جو میں نے ذرا دیر پہلے غلط فہمی کی وجہ سے کہے تھے۔ چونکہ وہ آدمی پولیس کے نہ تھے اور نہ تم کوئی مشتبہ عورت ہو۔ اس لئے میں نہیں چاہتی کہ تم میرا مکان خالی کر دو۔"

"نہیں میں ابھی چند دن تک یہاں سے نہیں جاؤں گی" مسز ہارٹیمر نے کہا "اور نہ مجھے تمہارے کہنے کا رنج ہے لیکن مہربانی سے اب تم چلی جاؤ۔ میں تنہائی میں اپنے طریق عمل پر غور

کرنا چاہتی ہوں"

وہ عورت کمرہ سے باہر چلی آئی۔ اور مسز ناٹیمر چارپائی پر بیٹھ کر اس فوری مصیبت کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے لگی جس نے دفعتہً اس کی حالت میں عظیم تبدیلی پیدا کر دی تھی۔

لیکن اسے اطمینان اور یکسوئی کا موقعہ پورے طور پر حاصل نہیں ہوا تھا کہ یکایک کسی کے زینہ پر چڑھنے کی بھاری چاپ اس کے کانوں میں پہنچی۔

اس ڈر سے کہ کوئی نئی افتاد پیش آنے والی ہے۔ وہ اضطراب اور پریشانی کی حالت میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

یکایک دروازہ کھلا۔ اور ایک نہایت خوفناک صورت کا کریہ المنظر شخص بے تکلف اندر گھس آیا۔

باب ۱۷۱ جیک رلی ڈاکٹ

وہ شخص جو اس طرح مسز ناٹیمر کے کمرہ میں داخل ہوا عمر میں قریباً ۴۰ سال کا تھا۔ میانہ قد، کسی قدر فربہ اندام اور نہایت مضبوط۔ کسرتی بدن رکھنے والا۔ اس کی فربہی کمزوری کی بجائے عظیم طاقت کا نشان تھی۔ شانے مضبوط اور فراخ اور اعضاء بڑے بڑے تھے مگر گردن سانڈ کی گردن کی طرح چھوٹی اور بہت موٹی تھی۔ اور جب وہ زور سے مٹھیاں کس لیتا تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ مکہ مار کر کسی بیل کو گرا یا کسی دیوار کو مسمار کر سکتا ہے۔

اس کا چہرہ قطعاً خوفناک تھا۔ رنگت کالی۔ اور دائیں رخسار پر ایک بہت بڑا سرخ نشان ایسا گویا کسی نے اس پر گرم سرخ آہنی سلاخ لگا دی ہو۔ اور اس کا داغ ڈاکٹر کی امداد کے بغیر از خود مندمل ہوا ہو۔ نشیب مگر تنگ پیشانی پر موٹے سیاہ لمبے اور گچھے دار بال چھائے ہوئے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ہفتوں سے دھویا یا صاف نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ کالی رنگت کے باوجود وہ نہایت کثیف نظر آتے تھے۔ آنکھیں چھوٹی اور ڈھیلے سیاہ تھے۔ مگر باقی حصہ چشم میں سپیدی کی بجائے زردی غالب تھی۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ آنکھیں خیالات و جذبات انسانی کا آئینہ ہوتی ہیں تو کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس کی لعنت زدہ روح کے بدترین جذبات کا بڑی صفائی سے اظہار کرتی تھیں۔

ناک سوتی لمبی اونچی تھی۔ اور نتھنے غیر معمولی طور پر فراخ تھے۔ ان تمام خوبیوں پر طرہ یہ کہ بالائی ہونٹ خرگوش کے ہونٹ کی طرح پھٹا ہوا اور اس کے اندر سے دو بڑے سپید دانت مسوڑوں تک نظر آتے تھے۔ ان سب تفصیلات کو اگر ناظرین پورے طور پر ذہن نشین کر لیا تو وہ بآسانی سمجھ لے گا۔ کہ اس شخص کی چوپایا ایک مستسا شیر کے روبرو یا کیسی صورت تھی۔

ہاں مگر اس کے لباس کا ذکر باقی ہے گلے میں میلی مخمل کی شکاری وضع کی جاکٹ اور سیاہ واسکٹ تھی۔ پیچوں کا ڈورا سے کی بنی ہوئی اور نیلے رنگ کا سوتی رومال۔ گردن کے گرد گلوبند کے طور پر لپیٹا ہوا چونکہ واسکٹ اور کوٹ کے بٹن ناکافی تھے۔ اس لئے قمیص کا بالائی حصہ نمودار تھا۔ اور اگر مشتے نمونہ از خروارے کا اصول درست سمجھا سکتا ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وہ بھی زیادہ صاف اور اجلی نہ تھی۔ اور چونکہ قمیص کا گلا بجائے خود کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اس کے اندر سے بالوں سے بھرا ہوا سینہ کافی طور پر نمودار تھا۔ سر پر شباہ لے رنگ کی ایک پرانی سموری ٹوپی تھی مگر انتہا درجہ میلی۔ کوئی جانے رہ لے آتا ہے کسی غلیظ کونے میں پھینک رکھتا ہے۔

اس کے سر پر گیسو نہ تھے۔ اور کچھ تو اس وجہ سے کچھ اس کی کالی رنگت کی وجہ سے گمان ہو سکتا تھا کہ شاید وہ حبشی نژاد ہے۔ لیکن واقعہ میں ایسا نہ تھا۔ وہ انگلستان ہی میں پیدا ہوا۔ انگریز والدین کی اولاد تھا۔ اور اس نے انگریزی تعلیم بھی حاصل کی۔ لیکن قدرت نے اسے صورت ہی ایسی دی تھی۔ اور حالات نے اس کے مزاج میں چیغ کی سی تندی اور سانپ کی سی مکاری پیدا کر دی تھی۔

بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ جن کے مزاج میں وحشت کا عنصر غالب ہو۔ ان میں خفیہ مکاری کم تر پائی جاتی تھی۔ کیونکہ تیز جذبات ہر قسم کے باطنی احساسات کو فوراً ظاہر کر دیتے ہیں لیکن اپنی ذہانت اور علمی لیاقت کے باعث یہ شخص دونوں متضاد خصوصیتیں اپنے مزاج میں رکھتا تھا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ذہانت اور تعلیم کا لازمی نتیجہ مکر و شرارت ہوتا ہے۔ بالکل نہیں۔ لیکن ذہانت رکھنے اور علم حاصل کرنے سے انسان میں خود غرضی اور درندگی کا مادہ ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ اس شخص کی حالت میں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ یہ ہوا کہ اس نے معلوم کر لیا۔ اس دنیا میں بارہا جب محض طاقت سے کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ تو اسے مکر و فریب سے بآسانی پایۂ تکمیل کو پہنچایا جا سکتا ہے۔

پس جن حالات میں مکر و ریا کی ضرورت نہ ہو۔ یہ شخص ایک شیطان بصورت انسان کی حیثیت اختیار کر لیتا تھا۔ لیکن جب ٹیڑھی انگلی سے گھی نکلتا نظر آتا تو بڑی آسانی سے اپنے جذبات کی شدت

اور مزاج کی وحشت پر قابو پالیتا تھا۔

ایسا شخص تھا جو خوف زدہ مسز ہارٹیمر کے سامنے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے دفعتہً نمودار ہوا۔

وہ چارپائی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اور وہ نووارد کی طرف خوف اور پریشانی کے زیر اثر صم بکم دیکھ رہی تھی۔ مگر اس نے نہ اس کی دہشت اور نہ اضطراب کی پرواہ کر کے بڑے اطمینان سے کمرہ کا دروازہ بند کیا۔ اور اپنی ہیکنی ٹوپی ایک کرسی پر ڈال کر بوڑھی عورت کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا "مادام میں نے سنا ہے۔ کوئی شخص تمہارا روپیہ اڑا کر لے گیا۔ اگر ایسا ہے تو مایوس ہونے کی وجہ نہیں کیونکہ میں تمہیں اس روپیہ کی بازیابی میں مدد دے سکتا ہوں"

"آہ!" مسز ہارٹیمر نے بے اختیار کہا کیونکہ نووارد کے لفظوں سے نہ صرف اس کے دل میں روپیہ کی نسبت کچھ امید پیدا ہو گئی۔ بلکہ اب وہ میں دلجمعی ہو گئی۔ گو اس کی طرف سے مجھے کسی ضرر کا اندیشہ نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے اس کی روشناس نہ تھی۔ علاوہ بریں مکان آباد اور وقت دوپہر کا تھا۔ اور یہ دونوں باتیں ہر قسم کی زبردستی کے منافی سمجھی جا سکتی ہیں۔

"بے شک میں تمہیں مدد دے سکتا ہوں" اس نے اپنے الفاظ کو دوہرا کر کہا "لیکن یہ کام جلدی میں۔ اس لئے پہلے ہمیں آپس میں مشورہ کر لینا چاہیئے"

یہ کہہ کر وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ مسز ہارٹیمر نے بھی ایک کرسی لے لی۔ کیونکہ گو اس کا ملاقاتی نہایت مکروہ صورت تھا۔ تاہم اس کی گفتگو اس کے لئے دلچسپی کا موجب ثابت ہونے لگی تھی۔

"آپ کون ہیں؟ اور مجھے کس طرح پر مدد دے سکتے ہیں؟" مسز ہارٹیمر نے پوچھا۔

"میڈم ایک سوال ایک بار۔ اس اصول پر عمل کیجئے" شخص مذکور بڑی بے تکلفی سے کہنے لگا "پہلا سوال یہ ہے۔ میں کون ہوں۔ سنئے میرا نام رلی ہے۔ مگر اس نام کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ جو لوگ مجھ سے سرسری شناسائی رکھتے ہیں وہ مجھے مسٹر رلی کہتے ہیں۔ پولیس کے روزنامچہ میں میرا نام جان رلی درج ہے۔ اور دوستوں کے حلقہ میں میں جیک رلی کر کے مشہور ہوں۔ ان سب کے علاوہ اپنے منتخب حلقہ احباب میں میرا نام صرف "ڈاکٹر" ہے۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں میں نے فن طبابت بھی سیکھا تھا۔ مجھے اس پیشہ سے رغبت نہ تھی۔ لیکن والدین کے اصرار سے مجبور ہونا پڑا۔ آخر جب ان کا انتقال ہوا۔ جبکہ میری عمر ۲۲ سال کے قریب تھی۔ تو میں نے

ڈپیاچا لیکا کام چھوڑ کر انہیں توڑنے کا پیشہ اختیار کیا۔ یعنی اس صورت میں کہ فریق ثانی کی طرف سے کسی طرح کی مزاحمت ہو۔ میں نے نبض دیکھنے کی بجائے لوگوں کی جیبیں ٹٹولنے کا کام شروع کیا اور معلوم ہوا کہ یہ کام اس سے زیادہ نفع بخش ہے۔ اس کے علاوہ اصل یہ ہے کہ ایسا ہاتھ" یہ کہتے ہوئے اس نے خوفناک استہزا کے ساتھ اپنا چوڑا کھردرا ہاتھ آگے کی طرف پھیلایا۔ "ایسا ہاتھ نشتر چلانے کی بجائے نقب زنی کرنے یا پستول پکڑنے کے لئے زیادہ موزوں ہے اب میڈم یہ سب باتیں سن کر امید ہے تم کچھ گئی ہوگی کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں"

"میں سمجھی آپ نقب زن اور چور ہیں" مسز بارنیمر نے جواب کامل طور پر سکون حاصل کر چکی تھی۔ کہا "اور میں امید کرتی ہوں آپ مجھے روپیہ کی وصولی میں کافی مدد دے سکیں گے۔ بتائیے آپ کی شرطیں کیا ہیں؟"

"میری شرطیں جو کچھ ہیں۔ میں انہیں بآسانی سنا سکتا ہوں" ڈاکٹر نے خوفناک طریقہ پر ہنستے ہوئے کہا۔ جس سے اس کا کٹا ہوا ہونٹ اس قدر تن گیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ بالکل پھٹا ہے "مگر اس کے باوجود میڈم میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں میں تنہا کام نہیں کرنا چاہتا جو میری نیک نیتی کا زبردست ثبوت ہے"

"پھر آخر تم کس طرح کام کرنا چاہتے ہو؟" مسز بارنیمر نے جو اپنے خوفناک ملاقاتی کا معلوم کرنے کے لئے سخت بے چین تھی پوچھا۔

"میں ابھی عرض کرتا ہوں" اس نے جواب دیا "اس قہوہ خانہ میں کوئی شخص مجھے نہیں جانتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں یہاں کچھ کھانے اور اخبار پڑھنے کے بہانہ آیا۔ تو کسی نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں نے تمہیں داخل ہوتے دیکھا۔ تو صورت سے ہی پہچان گیا تھا کہ شرارت اور فتنہ سازی تمہاری فطرت میں داخل ہے۔ معاف کرنا میں صاف بیانی سے کام لے رہا ہوں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے علم کاسہ سری میں بھی کچھ مہارت ہے۔ لیکن تمہیں سرسری نظر سے دیکھ کر میں نے زیادہ توجہ دینا ضروری نہیں سمجھا تھا کہ دفعتہً میں نے دیکھا۔ تم دیوانہ وار دوڑتی ہوئی اپنے کمرہ کی طرف آئیں۔ اس وقت میں نے جو تمہاری صورت دیکھی۔ اور ایمان سے کہتا ہوں۔ تمہاری اس وقت کی خوفناک صورت دیکھ کر بے اختیار میرے دل میں جذبات تعریف پیدا ہو گئے۔ اس وقت میں نے سوچا کہ اگر میں نے عمر بھر میں کبھی شیطان کو عورت کے قالب میں دیکھا ہے تو وہ تمہیں ہو"

"میں اس تعریف کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں۔" مسٹر باٹیر نے سرسری طور پر کہا۔

"میڈم مجھے اپنا مقصد اپنے طور پر ہی بیان کرنے دیجئے۔" رلی نے مصنوعی اخلاق سے کہا "خیر میں نے تمہیں اپنے کمرہ کی طرف دوڑتے ہوئے اور مالک مکان کو پیچھے پیچھے جاتے دیکھا۔ اس وقت میں نے سمجھ لیا کہ یہاں دال میں کالا ضرور ہے۔ پس میں اس وقت تک اخبار ہاتھ میں لئے بیٹھا رہا۔ حتے کہ مالکہ نیچے اتری۔ اور اس وقت میں قیمت ادا کرنے اس کے پاس گیا۔ تو اس نے باتوں باتوں میں معلوم ہو گیا کہ دو آدمیوں نے اپنے آپ کو افسران پولیس ظاہر کر کے تمہیں لوٹ لیا ہے۔ اور مالکہ قہوہ خانہ نے جو ایک نہایت باتونی عورت ہے۔ ان شخصوں کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ ان میں سے ایک کو جو بڈھا ہے میں بالکل نہیں جانتا لیکن دوسرے کا جو اس کے ساتھ تھا میں نہ صرف پورے طور پر شناسا ہوں۔ بلکہ کسی وجہ سے جس کا بیان غیر ضروری ہوگا۔ مجھے اس کے خلاف ایک سخت شکایت بھی ہے۔ اس پر میں نے مالکہ سے کہا کہ میں اس معاملہ میں مدد دے سکوں گا۔ اور قبل اس کے کہ وہ میری بات کا جواب دیتی میں سیدھا تمہارے کمرہ میں چلا آیا۔ کہ راہ راست معاملہ طے کر سکوں۔"

"مسٹر رلی میں اب تمہارا مطلب سمجھنے لگی ہوں۔" بوڑھی عورت نے کہا "تم چوروں میں سے ایک کے واقف ہو۔ اور غالباً یہ بھی جانتے ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے خلاف تمہارے دل میں کینہ ہے۔ کیوں یہی بات ہے نا؟"

"بالکل یہی" اس کمرہ صورت بدمعاش نے جواب دیا۔ "اور میں یہ بھی تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری صورت دیکھ کر یہ خیال فوراً ہی میرے ذہن میں پیدا ہو گیا تھا کہ تم ایسی عورت ہو جسے اپنی حقیقت سے خبردار کرنا خطرناک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیسا تم سمجھ سکتی ہو۔ میں ایک محتاط شخص ہوں۔ اور کوئی بات اس کے سارے پہلوؤں کو سوچے بغیر منہ سے نہیں نکالتا۔ اب اگر تم اپنا روپیہ واپس لینا چاہتی ہو۔ تو لازم ہے مجھ پر پورے طور سے اعتماد کرو۔ اور جس طرح میں کہوں عمل کرتی رہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کے لئے میرے واسطے تمہیں اپنے خصائل سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ بس اب سارے حالات سن کر تم یقیناً معلوم کر چکی ہو گی۔ کہ میں ایک ماہر چور اور ہوشیار نقب زن ہوں۔ اور دونوں

یہ کبھی کسی سے غداری نہیں کرتا۔"

"یہ سب کچھ میں نے سمجھ لیا" مسز بارثیمر بولی "لیکن یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیئے۔ تم کن شرطوں پر مجھے امداد دینا چاہتے ہو؟"

"پہلے یہ تو بتاؤ وہ رقم جو کھوئی گئی کتنی تھی؟" رلی نے سوال کیا۔

بوڑھی عورت نے چند منٹ تامل کیا۔ وہ سوچتی تھی۔ کیا اس شخص کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا دوراندیشی کے خلاف نہ ہوگا۔ جس نے فخریہ اپنا تعلق ایک ایسے پیشہ سے ظاہر کیا تھا جس میں دیانت یا ایمانداری کا فقدان ہمیشہ غالب دیکھا جاتا ہے۔

مسز بارثیمر کو متامل دیکھ کر جیک اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا "خیر تم میری بات کا جواب نہیں دینا چاہتی ہو تو نہ سہی۔ میری لئے دوسری صورت یہ ہے کہ میں ان شخصوں سے یہ کہہ کر مجھے اس چوری کا علم ہے۔ بآسانی اپنا حصہ[۵] لے سکوں گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ میرے لئے اس کا سراغ لگا لینا کچھ دشوار نہیں۔ پس اگر تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تو نہ سہی۔ میں چلتا ہوں۔ مگر اتنا اطمینان رکھنا کہ اس گم شدہ روپیہ میں سے ایک کوڑی بھی تمہیں واپس نہ مل سکے گی۔"

"ٹھیرو مسٹر رلی ٹھیرو" مسز بارثیمر نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ اس نے جان لیا کہ یہ شخص تو میری امداد کے بغیر بھی اس روپیہ میں سے معقول حصہ لے سکے گا۔ لیکن میرے لئے اس کی بازیابی اس کی امداد کے بغیر قطعاً غیر ممکن ہے۔

اس پر چور اطمینان کے ساتھ پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم پوچھتے ہو میرا کس قدر نقصان ہوا؟" بوڑھی عورت نے کہا

"ہاں" اس نے مختصر طور پر جواب دیا۔

"پانچہزار چار سو پونڈ" مسز بارثیمر نے کہا۔

رلی کے خوفناک چہرہ پر مسرت اور انبساط کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور وہ خوش ہو کر کہنے لگا "سچ!"

"میں بالکل سچ کہتی ہوں" بڑھیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"پانچہزار چار سو پونڈ" چور نے آہستہ آہستہ ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا "گویا وہ

---

[۵] یہ چوروں کا عام دستور ہے کہ اگر ان کی صحبت کا کوئی آدمی کسی چوری سے باخبر ہی ظاہر کرے تو وہ اسے برابر کا حصہ دار تصور کرتے ہیں۔ گو اس نے چوری میں ذرا سا حصہ بھی نہ لیا ہو ۱۲۔

اس رقم کے تصور سے ہی دل کو خوش کرنا چاہتا تھا۔

"کیا یہ کتنا بڑا نقصان ہے؟" مسز مارٹیمر نے اس کے چہرہ کی طرف نظر غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور اگرچہ اس کی صورت دیکھ کر اس وجہ سے اس کا اطمینان ہو گیا کہ اس کے چہرہ کے آثار امید افزا تھے تاہم باوجود بڑی کوشش کے وہ یہ معلوم نہ کر سکی کہ انجام کار یہ شخص اس رقم کو حاصل کر کے مجھے واپس بھی دے گا۔ اور اس کا صرف ایک حصہ بطور معاوضہ قبول کرے گا۔

"پانچ ہزار پونڈ ضرور ہوا" اس نے پھر ایک بار اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا "بیشک یہ بہت بڑا نقصان ہے لیکن اس کی بازیابی کی صورت میں نصفا نصف تقسیم ہو گی۔ یہ تمہیں منظور ہے؟" اس نے یکایک مسز مارٹیمر کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"منظور! کیا؟" وہ اس انداز سے بولی۔ گویا سوال کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔

"میں یہ پوچھتا ہوں کیا اس روپیہ کے مل جانے پر تم نصف مجھے دینا منظور کرتی ہو؟" اس نے سوال کیا "اس میں پیچیدگی کی کیا بات ہے؟ اور اب اس گفتگو کے جاری رہنے کا دار و مدار تمہارے جواب پر ہے۔"

"اچھا میں خوشی سے نصف روپیہ دے دوں گی۔" مسز مارٹیمر نے جواب دیا اور اپنے دل میں اس نے سوچا کہ میں اس معاہدہ پر اسی صورت میں عمل کروں گی کہ میرے لئے کسی طرح کا خطرہ درپیش ہوا۔

"بہت اچھا" اس نے کہا "اور اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بدقسمتی سے وہ طویل القامت آدمی جو تمہاری نقدی چرانے آیا۔ وہ لندن کا نامی چور ہے۔ اور اتنا خود سر بدمعاش کہ اس کے لئے کسی شخص کو گولی مار کر مار دینا اتنی ہی معمولی بات ہے۔ جیسے ناشتہ کرنے کے لئے دسترخوان پر بیٹھنا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا صحیح نام کیا ہے۔ اور نہ میں نے اس کا اصلی نام کبھی سنا۔ اگرچہ مجھے اس کی برسوں کی واقفیت ہے لیکن عرف عام میں ڈبل باب کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ نام اس خصوصیت کی وجہ سے ہے جو اس نے اپنے پیشہ میں داخل کی ہے۔"

مسز مارٹیمر نے کانپتے ہوئے کہا "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی" حالانکہ واقعہ میں اسے اس بارہ میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس عجیب و غریب نام کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

"سیئم میں اس کی مزید توضیح کئے دیتا ہوں"۔ ڈاکٹر نے جواب دیا "ابھی ہمارے لئے کام کرنے کو سارا دن پڑا ہے۔ اور اس لئے تھوڑی دیر گفتگو کرنے میں کچھ ہرج نہ ہوگا۔ اس شخص کی جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ یہ عادت ہے کہ عام طور پر وہ تنگ گلیوں اور تاریک کوچوں میں چھپا رہتا ہے۔ اور وہیں حملہ کر کے شرفا کی طلائی گھڑیاں اور زنجیریں اڑاتا ہے۔ اور چونکہ یہ چیزیں دولت کی بہترین علامت سمجھی جا سکتی ہیں۔ اس لئے نقدی بھی خوب کما لیتا ہے۔ اگر کسی ایسے موقعہ پر فریق ثانی کی طرف سے جد وجہد ہو تو میرے دوست کی یہ عادت ہے کہ وہ اس شخص کے سر پر گندھک کے تیزاب کی شیشی گرا دیتا ہے۔ جس سے ایک تو اسے فرار میں سہولت ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ شخص جس پر حملہ کیا گیا ہمیشہ کے لئے اندھا ہو کر حملہ آور کی شناخت سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ اس کا نام ڈریل باب[لہ] مشہور ہونے کی ہے۔ اور علاقہ ہائے کنسنگٹن۔ کیمبرول۔ پیکنہم وغیرہ میں اس کے نام کی ایسی دھاک ہے۔ کہ جب کوئی بھلا مانس کسی جگہ جلسہ دعوت یا تماشہ سے واپس آتے وقت کسی تاریک مقام پر یہ آواز سنتا ہے" روپیہ دے دو ورنہ آنکھوں سے ہاتھ دھولو" تو وہ جھٹ کہتا ہے" خدا کے لئے مجھ پر تیزاب نہ گرانا میں سب کچھ دیئے دیتا ہوں"۔

"کیا یہ ممکن ہے؟" مسز مارٹیمر نے سابق کی نسبت زیادہ نمایاں طریق پر کانپتے ہوئے کہا۔

" بالکل درست۔ میڈم بالکل درست" ڈاکٹر سرد مہری سے کہنے لگا "میں آج ہی رات تمہیں ڈریل باب کی صورت دکھا دوں گا۔ اور پھر تم خود جان لوگی کہ وہ ایسا فعل کر سکتا ہے یا نہیں ایسی مکروہ صورت جیسی اس کی ہے۔ تم نے کبھی عمر بھر نہ دیکھی ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ میں خود بھی کچھ ایسا معقول صورت نہیں ہوں" اس نے خوفناک انداز سے مسکراتے ہوئے کہا "لیکن اس کے مقابلہ میں تو میں پاسنگ برابر بھی نہیں"۔

مسز مارٹیمر نے دل میں سوچا کہ اگر خدا نے اس شخص سے بھی زیادہ بری صورت پیدا کی ہے تو وہ کس درجہ ہیبت ناک ہوگی۔

"خیر یہ شخص ہے جس سے ہمیں آج رات واسطہ پڑنا ہے" ڈاکٹر بولی نے کہا "مگر اس کا ساتھی کون ہے؟"

لہ ڈریل انگریزی میں گندھک کے تیزاب کو کہتے ہیں اور "باب" رابرٹ نام کا مخفف ہے۔ گویا ڈریل باب کے معنی ہیں گندھک کا تیزاب پھینکنے والا رابرٹ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مترجم)

"وہ ایک غریب کمزور اور سوکھا کہ شک عصبی زرچ بدجائے جسے اگر ضرورت ہوگی تو میں دبا کر سبوں" حکیڑ لوں تی۔ اسے تو میں پی کی طرح نہ دبوچ لوں تو نام نہیں" یہ کہتے ہوئے مسز اٹیمر کی آنکھوں سے چیخ کی سی تندی کا اظہار ہونے لگا۔

"واہ! اب تم کیسی خوبصورت نظر آتی ہو" جیک رپلی کہنے لگا۔ حالانکہ حقیقت میں تم نہایت بدصورت ہو۔ لیکن مجھے عورت کی ایسی ہی شان جلال پسند ہے . . . تمہیں اس حالت میں دیکھ کر تو بے اختیار محبت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یخدا ہماری جوڑی کیسی شاندار ثابت ہوا"

اور وہ کمبخت اس خیال سے اس درجہ خوش ہوا کہ مارے ہنسی کے اس کی زرد آنکھوں سے آنسو نکل کر سیاہ رخساروں پر بہنے لگے۔ اور پھٹا ہوا بالائی ہونٹ اس قدر کھل گیا۔ کہ اوپر کے جبڑے کے سارے دانت جو نہایت چوڑے سپید۔ مکمل اور ہموار تھے نمودار ہو گئے۔

"اس نفرت انگیز ہی ہی! ہا ہا کو چھوڑیئے" مسز ہاٹیمر نے سخت رنجیدہ ہو کر کہا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بدصورت۔ مجرم اور نزل اخلاق سے گری ہوئی تھی۔ تاہم اس مکروہ صورت شخص نے جو فقرہ اپنے لئے موجب انبساط سمجھا وہ اس کے جذبات کو بھی سخت صدمہ پہنچانے والا تھا۔

"او ہو! تم ناراض ہو گئیں کیا؟" جیک رپلی نے جلدی سے کہا اور اس کے بعد اپنا چوڑا کھردرا ہاتھ بوڑھی عورت کی طرف پھیلاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"لاؤ اپنا ہاتھ۔ مجھے دو۔ نئے دوستوں میں شکررنجی نہ ہونی چاہیئے" اور اس کے بعد جب مسز ہاٹیمر نے اس خیال سے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ کہ ایسے شخص کو رنجیدہ کرنا درست نہ ہوگا۔ جو پیش آمدہ ضرورت میں کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہو سکے گا۔ تو اس نے اس کے استخوانی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس زور کا جھٹکا دیا کہ اس کے چہرہ پر درد کی علامات نمودار ہو گئیں۔ پھر کہنے لگا "بس ٹھیک ہے۔ اب ہمارے اندر کسی طرح کی شکررنجی باقی نہ رہے گی لیکن میں نے جو کچھ کہا تھا۔ اس کے لئے عذرخواہ ہوتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آئندہ کوئی جملہ میری زبان سے نکلے۔ تو اس کے لئے تمہیں آزردہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بہ ہم درحقیقت مجھے نہ حسن کی پروا ہے نہ جوانی اور بڑھاپے کا خیال۔ عورتوں میں جو بات مجھے

سب سے زیادہ پسند ہے۔ وہ دلیری اور جرأت ہے۔ چنانچہ میں نے جس وقت تمہیں ایک دو زخمی چوہے کی طرح پھرتے اور ایک پرجوش دیوانی کی طرح اپنے کمرے میں دوڑتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے بعد اب تم نے غیر معمولی تندی کا اظہار کیا۔ تو ان صفات کو دیکھ کر میں بے اختیار تم پر فریفتہ ہوگیا۔ اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں۔ کہ مجھے تم سے ویسی ہی محبت ہوگئی۔ گویا تم روئے زمین کی سب سے زیادہ حسین عورت ہو۔ لیکن میری رائے میں اس وقت یہ بحث غیر ضروری ہے۔ ۔ ۔"

"سراسر غیر ضروری ہے" مسز بارٹیمر نے کہا جسے اس خوفناک صورت مرد سے جو ایسی بے تکلفی سے اظہار عشق کرنے لگا تھا۔ ناقابل بیان نفرت تھی لیکن حتی الامکان اپنے احساسات کے اظہار کو نظرانداز کرکے وہ کہنے لگی "اب تم یہ بتاؤ۔ روپیہ کی اس بیش قرار رقم کی بازیابی کے لئے ہمارا طریق عمل کیا ہونا چاہئے؟"

"میرا جواب بالکل مختصر ہے" ڈاکرشٹ نے جواب دیا "وٹرل باب ایک خاص مکان میں جو یہاں سے قریب ہی ہے۔ چھپا رہتا ہے۔ اور چونکہ میری اور باب کی عرصہ دراز کی دوستی ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں وہ جگہ کہاں ہے۔ ۔ ۔"

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے۔ مجھے اس شخص کے خلاف کینہ ہے" مسز بارٹیمر نے قطع کلام کرتے ہوئے اپنی تیز نگاہ ڈاکرشٹ کے چہرہ پر ڈال کر کہا گویا وہ اس کے بشرہ سے معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے۔ کہیں مجھے دھوکہ دینے کی کوشش تو نہیں کرتا۔

"آہ میڈم تم جتنا غور سے چاہو میری صورت کی طرف دیکھتی رہو" جیک رلی اس کے ارادہ کو بھانپ کر کہنے لگا "لیکن یقین جانو تم میری باتوں میں کسی طرح کی دروغگوئی یا تضاد نہ پاؤگی۔ میں نے تم سے کہا تھا۔ میری اور وٹرل باب کی عرصہ کی دوستی ہے۔ اور میرے اس بیان میں ذرا بھی جھوٹ نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس نے ایک بار مجھ سے جو چالاکی کی تھی۔ میں اس کا بدلہ لینے کا خیال ہرگز ترک نہیں کرسکتا۔ اگرچہ خود وہ اس واقعہ کو بالکل بھول چکا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ ہم دونوں نے مل کر ایک مکان میں چوری کی تھی۔ چیزوں کی دیکھ بھال کرتے ہوئے باب کو ہیروں کی ایک تھیلی مل گئی۔ اور بعد میں جب ہم نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ تو اس نے اس تھیلی کے معاملہ کو بالکل چھپائے رکھا۔ مجھے اس تھیلی کا علم اس طرح پر ہوا۔ کہ مالک مکان نے اخبارات میں ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں چوروں کی گرفتاری کے لئے انعام مشتہر کرتے ہوئے مال مسروقہ

ہے تو فہرست بھی درج تھی۔ اور اس فہرست میں وہ تھیلی شامل تھی۔ یہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ تھیلی اس کی نظروں سے نہیں گذرا۔ اور نہ میں نے اس کی توجہ اس طرف دلائی۔ لیکن میں نے اس بات کی قسم کھالی۔ کہ جلد یا بدیر میں اس شخص سے بدلہ لے کے چھوڑوں گا۔ اور اس کیلئے کسی عمدہ موقعہ کا منتظر رہا۔ وہ موقعہ اب آگیا ہے۔ اور میں اس سے آئندہ چند گھنٹوں کے عرصہ میں فائدہ اٹھا کے دکھا دوں گا۔"

مسز ہارٹیمر جو اس ساری کیفیت کو پوری توجہ سے سنتی رہی تھی۔ کہنے لگی۔ "مگر کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ تم اس شخص کا سراغ لگا لو گے۔ اور اگر لگا بھی لو تو اس کا تمہیں کیوں کر یقین ہے کہ وہ پیر فرتوت جو اس کا خریدار ہے وہ بھی وہیں ہوگا؟"

"وڈیل باپ کا سراغ لگانا تو ذرا بھی مشکل نہیں" جیک رلی نے کہا "وہ چوری کی واردات کرنے کے بعد سیدھا ایک خاص جائے پناہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اور جب تک اس واردات کا چرچا رہے گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ اس کے علاوہ مجھے اس بات کا بھی یقین ہے۔ کہ وہ اس بڈھے کو احتیاطاً گاہ میں اپنے ساتھ رکھے گا۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ پولیس کے اڑہ چڑھ جائے اور وہ لوگ اسے پکڑ لیں۔ ان حالات میں ان دونوں کا اکٹھے ہونا یقینی ہے۔ سوائے اس صورت کے" ڈاکٹر نے کسی قدر کم اعتماد کے لہجہ میں کہا "سوائے اس صورت کے کہ وہ بڈھا مجتا ہو۔ تم اس معاملہ میں کسی طرح کا شور وغل نہیں کرو گی۔ ۔ ۔"

"بالکل نہیں" مسز ہارٹیمر نے کہا "بخلاف اس کے وہ شخص جس کا نام ہارنر ہے اس بات کو خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ میرا انتقام اٹل ہے۔ اور میں اس سختی کے ساتھ اس سے بدلہ لوں گا۔ جو ایک انسان دوسرے کے خلاف عمل میں لا سکتا ہے۔"

"یہ اور بھی اچھا ہے" جیک رلی نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا "کیونکہ اس صورت میں ہم اپنے شکار کو یقینی طور پر دام میں لا سکیں گے۔"

"مگر یہ تو بتاؤ۔ اس معاملہ میں جبر سے کام لینا ہوگا یا عیاری سے؟" مسز ہارٹیمر نے پوچھا۔

"جبر سے میری اچھی بیگم۔ جبر سے" خوفناک چور نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی زرد آنکھوں میں اس قسم کی چمک پیدا ہو گئی جیسے شیر کی آنکھوں میں شکار کے وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ چمک اتنی تیز تھی کہ دھوپ کی ان روشن کرنوں کے باوجود جو کمرہ میں داخل

ہو رہی تھیں۔ ان کی نمایاں اور خوفناک چمک میں ذرا فرق نہیں آیا۔

"جب بکرہ؟" مسنر بارشیر نے اس جملہ کو دوہرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وڈریل باپ کی تیز اب کی بوتل کا خوفناک نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

"ہاں جب بکرہ۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں" جیک ریلی نے کہا "ذرا دیر پہلے جب میں تمہارے پاس آیا۔ تو میرا ارادہ ایک اور شخص کو شریک کار بنانے کا تھا۔ جو میرا اور وڈریل باپ دونوں کا آشنا سا ہے۔ وہ ہمیں اس روپیہ کی بازیابی میں مدد تو دیتا لیکن تیسرے حصہ کا حقدار بھی ٹھہرتا۔ تمہاری زبانی یہ سنکر کہ چوری میں وڈریل باپ کا شریک ایک عمر رسیدہ اور کمزور آدمی ہے۔ اور اس سے تم خود اچھی طرح نپٹ سکتی ہو۔ میں نے وہ ارادہ بدل دیا۔ اور اب میری تجویز یہ ہے کہ معاملہ ہم دونوں تک ہی رہے۔ پس اگر تم اس بڈھے سے بخوبی نپٹ سکو تو وڈریل باپ کو میں قابو کروں گا۔"

"اور بالفرض وہ تم پر غالب آگیا؟" مسنر بارشیر نے پوچھا۔

"میں اسے غالب نہیں آنے دوں گا۔ اس کا تم اطمینان رکھو" ریلی نے جواب دیا۔

"اور کسی طرح کا کشت و خون بھی نہ ہوگا؟" بوڑھی عورت نے کانپتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ لاکھ بری اور منتزل اخلاق سے گری ہوئی ہو۔ بہرحال قتل کے خیال نے اس کے قلب کو بھی سرد کر دیا تھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا یہ شرط بندی کس لئے ہے؟" ڈاکٹر نے کہا "اگر تم اس کام میں ہاتھ ڈالتے سے ڈرتی ہو۔ تو ابھی اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ ورنہ میرا اصول تو یہ ہے۔ کہ اگر وڈریل باپ کی طرف سے میری اپنی جان کو ذرا سا بھی خطرہ ہوا تو میں اسے فوراً مار کر گرا دوں گا۔ ہاں اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ذاتی حفاظت کے سوا کسی حالت میں میں اس کی جان نہیں لوں گا۔"

بوڑھی عورت چند منٹ تک خاموش رہی۔ وہ سوچتی تھی۔ مجھے اس خطرناک کام میں حصہ لینا چاہیئے یا نہیں۔ کیا مجھے قتل کی واردات میں شریک جرم بننا چاہیئے؟ یہ خیال اتنا خوفناک تھا کہ بے اختیار بدن میں لرزہ پیدا ہوتا تھا۔ لیکن دوسری طرف یہ حقیقت بھی پیش نظر تھی کہ اگر میں نے اس کوشش سے دست برداری کی تو وہ روپیہ جس کے حصول

لئے میں انگلستان آئی۔ اور جسے میں نے بڑی کوشش سے حاصل کیا۔ ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ بازیابی کی صورت میں بھی اس کا نصف سے غیر کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ لیکن کیا بالکل خالی ہاتھ پیرس جانے سے . . . . سب میں لے کر جانا بہتر نہ ہوگا؟ بلاشبہ یہ کام ایسا تھا۔ جس کے لئے خطرہ میں پڑنا بیجا نہیں سمجھا سکتا۔ پس سارے حالات کو سوچکر اس کے دل کی غیر یقینی حالت جلد ہی رفع ہو گئی۔

سب کچھ سوچکر وہ بلند آواز سے کہنے لگی "نہیں میں ڈرتی تو نہیں ہوں۔ ہمارا سودا پکا اور سارے انتظامات مضبوط ہیں۔ میں اس حرامی شاہنر کو یہ جانکر خوش ہونے کا موقعہ نہ دونگی کہ اس نے مجھے ہار دی۔ نہیں میں ضرور اس سے بدلہ لوں گی"

"واہ وا! کیا کہنے ہیں۔ میری قابل تعریف جنگلی بلی کے" ڈاکٹر نے خوش ہو کر کہا "میری دلی خواہش ہے۔ تم اسی طرح جوش کے ساتھ اس بڈھے کو جسے تم شاہنر کہتی ہو۔ دبوچ لو۔ بخدا میرے اختیار میں ہوتا۔ تو تمہیں ان بے ضرر ناخنوں کی بجائے ایک جنگلی بلی کی طرح پنجے اور تیز ناخن مہیا کر دیتا۔ پھر کیا اس صورت میں تم اس کی آنکھیں نہ نکال لو؟ کیا تم اس کا گوشت اور پوست نہ نوچ لو؟ میں سچ کہتا ہوں۔ جب شیطان کو تمہیں اپنی سلطنت میں لے جانے کا موقعہ ملے گا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی۔"

اور یہ کہہ کر اس خوفناک شخص نے پھر بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور کرسی پر پیچھے کی طرف جھک کر بہت دیر تک وحشیانہ طریق پر ہنستا رہا۔

"خدا کے لئے اس فضول اظہار مسرت کو روکئے" عمر رسیدہ عورت نے بدقت اپنے جوش غضب کو فرو کر کے کہا۔

"اوہ! میں ضرور ہنسوں گا" وہ صورت بدمعاش نے بدستور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میرے ہنسنے سے تمہیں غصہ آتا ہے۔ اور یہ غصہ مجھے بہت پیارا معلوم ہوتا ہے"

مسز مارٹیمر نے نفرت سے کھڑکی کی طرف منہ پھیر لیا۔ اور اس کے بہت دیر بعد ڈاکٹر کی ہنسی بتدریج رفع ہوئی۔

آخر کار وہ کہنے لگا "دیکھئے میڈم میں نے کہہ دیا تھا۔ مجھ سے خفا نہ ہونا۔ بعض اوقات پر جی کھول کر ہنسنا میری فطرت میں داخل ہے اور مجھے یقین ہے۔ تم میری بے غرض ہنسی کو ناپسند

نہ کروگی۔ لیکن اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ آج رات ساڑھے دس بجے ہماری ملاقات شیفٹس بری کے کسی مقام پر جسے تم پسند کرو ہونی چاہئیے۔"

"تم ہی بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے؟" عورت نے کہا "اس جگہ کا نام لو میں وقت مقررہ پر پہنچ جاؤں گی۔"

ڈاکٹر نے چند منٹ سوچ کر کہا "گرانسٹ چرچ قبرستان کے پہلو میں ایک تنگ گلی جاتی ہے جو بلیک فرایرز روڈ سے ہوتی ہوئی [illegible] سٹریٹ کو نکل جاتی ہے۔ میری رائے میں تم لندن کے ہر حصے سے بخوبی واقف ہو۔"

"اچھی طرح" مسز بارتھیر نے کہا "بیان کئے جاؤ۔"

"خیر تو ہم اسی گلی میں ٹھیک رات کے ساڑھے دس بجے ملیں گے" جیکب رلی نے کہا اور پھر اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے وہ کہنے لگا "احتیاطاً میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ اگر مالک مکان نے تم سے میرے بارے میں کچھ دریافت کیا تو اس سے یہی کہنا کہ وہ میری کچھ مدد نہیں کر سکا۔ اور میں نے سوچ لیا ہے کہ اب جو ہونا تھا ہو چکا کسی طرح کی [illegible] اس سے تمہارے آرام [illegible] کسی طرح کا شبہ نہ ہوگا۔"

"ان باتوں کی تم کچھ فکر نہ کرو" مسز بارتھیر نے جواب دیا "اس بارہ میں ضروری عذر پیش کرنا مجھے خوب آتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو اگر مجھے کامیابی ہو گئی تو میں اس مکان میں ہرگز واپس نہیں آؤں گی۔" یہ الفاظ اس نے [illegible] دل پر دباؤ ڈال کر کہے۔

"خیر تم جاؤ تو اب میں چلتا ہوں۔ ساڑھے دس بجے کا وقت اور [illegible] یاد رکھنا۔"

مسز بارتھیر نے کہا "بہت اچھا" اور اس کے بعد ڈاکٹر رخصت ہو گیا۔ چلتے وقت اس نے زن مذکور کی طرف مسکراہٹ اور استہزا کی نظر سے دیکھا اور [illegible] اتفاقات سلام بھی کیا۔

وہ تنہا رہ جانے کے بعد مسز بارتھیر نے اس ملاقات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنا شروع کیا۔

یہ بات اسے جیکب رلی کی زبانی معلوم ہو چکی تھی کہ وہ اس مقام سے واقف ہے جہاں وفرل باپ اور [illegible] رہتے ہیں۔ اور اس کو ذرا بھی شبہ نہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقام اسی

قسم کا کوئی تہ خانہ یا تاریک کمرہ ہو سکتا تھا جہاں جرم کی واردات آسانی کی جا سکے۔ اور جس میں خوفناک مجرم آرام سے پناہ گزین ہو سکیں۔ اب وہ یہ سوچتی تھی کہیں ایسا نہ ہو۔ رلی میری مدد سے اس مال مسروقہ حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے وہاں مجھی پر ہاتھ صاف کرے۔

وہ اس خطرہ کو سوچکر کانپتی تھی۔ جس میں وہ قدم رکھنے لگی تھی۔ وہ اس خوفناک شخص کے خوفناک خصائل کو سوچکر لرزہ براندام ہوئی جاتی تھی۔ جو رات کے وقت اسے ساتھ لے کر لندن کے نہایت مشتبہ اور خطرناک مقامات کا گشت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

لیکن دوسری طرف اس کی ظاہری بدصورتی اور جرائم آمیز زندگی کے باوجود اس کے طرز کلام میں کچھ اس قسم کی صفائی موجود تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ شریک کار اشخاص کے حقوق کا زبردست حامی ہے۔ چنانچہ وڑیل باب کے خلاف اسے محض اس لئے سخت کینہ تھا۔ کہ اس نے اسے چوری کے ایک خاص مال میں برابر کا حصہ دار تسلیم نہیں کیا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ چوروں میں بھی اصول دیانت کا خواہشمند تھا۔ سب سے آخری اطمینان بخش دلیل یہ تھی کہ وہ اپنے منہ سے اپنی خدمت کا معاوضہ طلب کر چکا تھا۔ اور ظاہر تھا کہ اگر اس کی نیت سارے روپیہ پر قبضہ کرنے کی ہوتی تو وہ ان تفصیلات کو ہرگز طے نہ کرتا۔

ان دلائل پر مسنر بارٹیمر عرصہ دراز تک غور کرتی رہی۔ اور اگرچہ ممکن ہے وہ ہمارے ناظر کو چنداں تسلی بخش معلوم نہ ہوں تاہم ایسے مشکل حالات میں اس قسم کے مفروضات کا سہارا لینے کے سوا چارہ کار بھی کیا تھا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر بارہا اس بات کو صحیح تصور کرنے کی بجائے جسے صحیح تصور کرنا چاہئے۔ اسے جو ہمارے مفید مطلب ہو۔ صحیح تصور کرنے لگتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے اکثر اوقات ہم اپنی سلامتی کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اور گو حقیقت میں اس غلط استدلال کو جو ایسے حالات میں موجب تسکین بنتا ہے "امید کے خلاف امید باندھنا" سمجھا جائے۔ تاہم فطرت انسانی کا یہ ایک خاصہ ضرور ہے۔ اور مسنر بارٹیمر کو بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں سمجھا جا سکتا۔

غرض جس نتیجہ پر وہ پہنچی وہ یہ تھا کہ جناب رلی ایک سخت بدمعاش اور بدقماش شخص تو ہے لیکن اپنے حلقہ احباب میں دیانتداری کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیتا۔ اگر موقعہ ملے تو وہ کسی

ایسے شخص کی قمیص تک اتار لینے میں دریغ نہ کرے گا جس کے بدن پر اس قمیص کے سوا لتہ نہ ہو لیکن کسی شریک جرم کے بدن پر مخملی لباس ہو تو اسے چھونا بھی منظور نہ کرے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ وہ میرے ساتھ نامناسب یا بیجا سلوک کرے۔

اس کا یہ خیال صحیح تھا یا غلط۔ اس کا اندازہ ناظرین آگے چل کے خود کر سکیں گے۔

لیکن اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ہم اس بارہ میں چند سطور کا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا۔ انسان میں ایک ایسا غیر معمولی حافظہ موجود ہے جس کے زیر اثر وہ اس بات کو نظرانداز کرکے کہ حالات واثرات کے تابع کسی فعل یا کار کا انجام کیا ہوگا۔ ہمیشہ وہی نتیجہ یقینی تصور کر لیتا ہے۔ جو اس کے ذاتی مفاد سے تعلق رکھتا ہو۔ اسکی مثال یوں بھی جا سکتی ہے کہ ایک شخص انتہائی مالی مشکلات میں مبتلا ہے اس کی حالت اس شخص کی سی ہے جو کسی گہری دلدل میں پھنسا ہوا ہو اور جسقدر زیادہ اس سے نکلنے کی کوشش کرے۔ اسیقدر زیادہ اس میں نیچے اترتا جا رہا ہو۔ مگر اسکے باوجود وہ ہر وقت اپنے دل کو یہی سمجھاتا رہیگا کہ میری حالت اتنی ابتر جیسی جیسی واقعی میں ہو۔ وہ اس کیلئے نہایت فضول اور لغو استدلال سے کام لیتا ہے چنانچہ اپنے دل سے کہتا ہے "یہ حالت یقیناً زیادہ عرصہ تک نہیں رہیگی۔ آخر ضرور کہیں نہ کہیں سے کچھ مل رہیگا اگر کچھ نہیں تو عرصہ ختم ہونے پر میں جونز سے اپنی ہنڈی کی میعاد بڑھوا لونگا۔ اور شاید کنسٹر کا چند ہفتے انتظار کرنا تو ایک معمولی بات ہے باقی رہا سمتھ وہ بہت تکراری ہے سو اسے میں براؤن سے قرض لیکر دیدونگا۔ اس طرح وہ بدنصیب ہوائی قلعے تعمیر کیا کرتا ہے لیکن جب وقت آتا ہے تو نہ جونز ہنڈی کی میعاد بڑھانا منظور کرتا ہے۔ نہ کنسٹر چند ہفتے انتظار کرتا۔ الٹا وہ فوری ادائیگی کے لئے اصرار کرنے لگتا ہے۔ براؤن اس کی مشکلات کی خبر پا کر قرض دینے سے انکار کر دیتا ہے اور سمتھ جس سے پہلے ہی کچھ زیادہ امید نہ تھی۔ اس کا ناطقہ بند کرنے کے لئے قرقی زمین کا بندوبست کرنے لگتا ہے اس وقت جبکہ وہ بھولا ہوا بدنصیب خواب راحت سے بیدار ہوتا ہے۔ اور اسے اپنے سامنے صرف دو راستے نظر آتے ہیں۔ یا جیل خانہ کا یا عدالت دیوالہ کا تو وہی درد سے کراہتا ہوا چلا کر کہتا ہے "مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ یہ حالت ہو گی" حالانکہ واقعیت میں وہ تا برسوں اس حقیقت کے خلاف تصور باندھتا رہا۔

یہی حال اس شرمیلے عاشق کا ہے جس نے اپنے معشوق سے اظہار مدعا نہ کیا ہو لیکن کرنے کی تمنا رکھتا ہو۔ وہ بارہا اس کے سامنے حال دل کہنے کا ارادہ کرتا ہے

مگر پھر اس خیال سے رک جاتا ہے کہ ایک بار وہ مجھ سے زیادہ شکیل جوان کو دیکھ کر مسکرایا تھا اس حقیقت حال کے باوجود وہ اپنے دل ہی میں کہے جاتا ہے کہ اس ظالم کی ظاہرداری کچھ ہو ملی محبت اسے مجھی سے ہے۔ میں نے اسے بارہا اپنی طرف کن انکھیوں سے جھانکتے دیکھا ہے۔ کئی بار میرے ہاتھ میں اس کا ہاتھ کانپا ہے۔ اور میں نے اس کے سامنے موسم ناٹک یا کسی نئے ناول کا ذکر بھی کیا۔ تو میرے سوالات کا جواب دیتے وقت اس کی آواز میں لکنت پیدا ہوتی رہی ہے۔ بخلاف ازیں رقیب سے اس کا تعلق محض سطحی ہے۔ اور تہ دل سے اس کو اس بات کا انتظار ہے۔ کہ میں اس سے شادی کی درخواست کروں۔ ایسے ہی خیالات میں وہ شب و روز الم خیز مسرت میں بسر کرتا ہے۔ اگرچہ رہ رہ کر اس کے دل میں کئی طرح کے اندیشے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ان دل خوش کن امیدوں کی تہ میں جنہیں وہ اپنی زندگی کا سہارا سمجھتا ہے قلبی تشویش کا احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن وہ اسے نظرانداز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حتیٰ کہ انجام کار ایک دن اسے ایک دوست کی زبانی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مس فلاں کی شادی کل فلاں نوجوان سے ہو گئی جس سے اسے عرصہ دراز کی محبت تھی۔ اس وقت وہ سادہ لوح جوان سخت پریشانی کے عالم میں کہتا ہے "آہ! میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔ اسے میری کچھ زیادہ پروا نہیں۔"

لیکن اس سے بدتر . . . ہزار درجہ بدتر حالت اس شخص کی ہے جو جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس محرر کی حالت کو دیکھئے جو کسی داشتہ کے اخراجات پورا کرنے کو یا عمدہ کپڑوں کے شوق میں یا اپنے حلقہ احباب میں نمود و نمائش کی خاطر اپنے آقا کی نقدی میں خیانت کرتا ہے۔ پہلے وہ چھوٹی اور ناقابل احساس رقوم اڑاتا ہے۔ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے اس کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ اور وہ نسبتاً زیادہ سنگین جرائم کا مرتکب ہونے لگتا ہے۔ اس اثنا میں وہ یہی سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ میرے اس فعل کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا۔ لیکن اس خوش فہمی کے باوجود مبہم اور نامعلوم اندیشے مقتولین کے سایہ کی طرح شب و روز اس کے ساتھ ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اور وہ فکر جسے وہ نظرانداز کرنا چاہتا ہے۔ اس کی شراب میں کڑواہٹ اور اس حسینہ کے لب لعلین میں حلاوت کی بجائے تلخی پیدا کر دیتی ہے۔ دن میں ہزاروں مرتبہ وہ اپنے دل سے کہتا ہے "یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی اس معاملہ سے خبردار ہو۔ کیونکہ میں غیر معمولی احتیاط سے کام لیتا ہوں۔ ایسے بڑے کارخانوں میں چند شلنگ یا دو شلنگ نیچے اوپر ہو جائیں تو کا عرف ابتدائی

اس کے علاوہ میں حساب کی کتابوں میں آمدنی اور خرچ کی ایسی بدمد ملاتا ہوں کہ کسی کو بعید ترین شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ میرا آقا مجھ پر مہربان ہے۔ وہ مجھے اپنا معتمد سمجھتا ہے۔ اور میرے خلاف تو اسے کبھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اسے اس کا پتہ ہو بھی ہو گیا۔ اگرچہ ایسا ہونا صریحاً غیر ممکن ہے۔ لیکن بالفرض ایسا ہو گیا۔ تو وہ یقیناً مجھے ذلیل نہیں کرے گا۔ وہ معاملہ کو رفت گذشت کر دے گا۔ اور مجھ پر مقدمہ چلایا جانا تو قطعاً غیر ممکن ہے۔"

اسی طرح وہ بے وقوف اپنے دل کو ایسی ایسی دلیلوں سے ہر روز سمجھایا کرتا ہے حالانکہ صریحاً دیکھتا ہے میرا آقا اب مجھ سے نسبتاً سرد مہری کا سلوک کرنے لگا ہے اور اسے میرے خلاف کچھ نہ کچھ شبہ پیدا ہو چلا ہے۔ مگر وہ ان باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے حتیٰ کہ یکا یک سارا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے بیوقوف جوان حوالات میں پہنچتا ہے۔ آقا جو بڑا رحم دل اور مہربان تھا ضدی اور سخت گیر ثابت ہوتا ہے۔ عدالت سے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا مل جاتی ہے۔ اس وقت قیدیوں کے جہاز میں کھردرے بچھونے پر لیٹا ہوا وہ بدنصیب دلی رنج سے کراہتا ہوا کہتا ہے "ہائے میری حماقت کہ میں وقت پر نہ سنبھل گیا۔ کیونکہ یہ انجام تو مجھے یوم اول ہی سے نظر آ رہا تھا۔"

پیارے ناظرین! براے خدا کبھی حقیقت حال کے خلاف غلط تصور قائم نہ کیجئے گا۔ تاکہ کچھ عرصہ کے لئے آخر الذکر اول الذکر پر غالب کیا جا سکے۔ لیکن انجام کار معلوم ہو جائے گا کہ جو شخص حقیقت کی راہ صراط سے بھٹکا۔ اس کا مشکلات کی ناقابل اختتام خطرناک دلدل کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں۔



باب ۱۷۲ عشق کا دوسرا سبق

وہ دن جس کے واقعات ہم نے سطور بالا میں قلمبند کئے ہیں۔ واقعات کی کثرت اور نوعیت کے اعتبار سے اس داستان میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگنیس ورن کی زندگی میں بھی یہ ایک قابل یادگار دن تھا۔

مسز مارٹیمر کو متحیر اور مشوش چھوڑ کر وہ بنگلہ کی طرف آئی۔ اور شاندار نشست گاہ میں ایک تپائی پر بیٹھ کر اس نے سامان مصوری کو جمع کیا۔ اور اس نظارہ کی تکمیل پر آمادہ ہوئی جس کی سکیچ کرنے چند دن پیشتر کیا تھا۔

لیکن قلم ہاتھ میں لینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ خیالات الجھے ہوئے اور طبیعت بے چین تھی کسی طرح کے نئے احساسات اس کے سینہ میں بیدار ہو چکے تھے۔

دفعتہً اس بنگلے کی تنہائی جس میں وہ بڑے اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کرتی تھی۔ پریشان کن معلوم ہونے لگی۔ سکون اور اطمینان کی وہ اگلی سی حالت باقی نہ رہی۔ مگر وہ بڑی کوشش کے باوجود یہ معلوم نہ کر سکی کہ کیوں؟

قلم ہاتھ سے رکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور کھڑکی کے قریب پہنچی۔ جس سے [illegible]ات میدان و سبزہ زار نظر آتا تھا۔

سامنے تھوڑے فاصلہ پر شاہراہ تھی۔ دیکھتے دیکھتے اس سڑک پر سے ایک گاڑی گذری جس میں دو جوان عورتیں اور دو مرد سوار تھے۔ سب کے سب خوش و خرم اور ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر انگینس کے منہ سے بے اختیار ایک سرد آہ نکلی۔ اور اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کاش میرے بھی دوست اور رفیق ہوتے کہ میں اس طرح ہنس کر خوش ہو سکتی۔

تھوڑی دیر اور گذر گئی۔ اور اب ایک شریف مرد اور ایک خاتون گھوڑوں پر سوار اس سڑک پر گذرے۔ دونوں آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ اور بظاہر سرگرم گفتگو تھے۔ شہسوار حسینہ نے نقاب پیچھے کو الٹ رکھی تھی۔ رخسار سرخ تھے۔ اور آنکھیں ملائمت کے ساتھ اس مرد کے چہرہ کی طرف دیکھ رہی تھیں جس نے اس کی طرف منہ پھیر رکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی باتیں سن سن کر بہت خوش ہو رہی ہے۔ خاتون کے چہرہ پر اس قسم کی حقیقی مسرت اور سچی راحت کے آثار نمودار تھے۔ کہ اسے دیکھ کر انگینس ورن کے سینہ سے پھر ایک آہ سرد نکلی۔ وہ سوچتی تھی میں۔ نے کونسی خطا کی ہے۔ کہ مجھے اس تنہائی میں بند رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ میری ہم عمر لڑکیاں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ آزاد پھر رہی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ میں اس چار دیواری میں محبوس ہوں۔ اور وہ لہلہاتے سبزہ زاروں و دیہات کی سرسبز گلیوں کی سیر کر سکتی ہیں۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ انگینس ورن کے دل میں اپنی حالت پر تاسف یا بے اطمینانی کا احساس ہوا۔ اس نے اس پر غالب آنے کی کوشش کی اور کھڑکی سے ہٹ کر اس خوشنما کنہ[1] پیلے کی

۱؎ ایک پالتو چڑیا کا نام ہے۔ مترجم۔

اعرف ابتدائی

تھی۔ جو اپنے پنجرہ میں پھدک رہا تھا۔ لیکن آج اس کے دلفریب چہچہوں میں بھی اس دوشیزہ کے لیئے لذت نہ رہی تھی۔ وہ چونکہ فطرتاً نیک دل لڑکی تھی اس لیے اسے اس خوش الحان پرندہ کی طرف سے اپنی بے التفاتی کا بہت افسوس ہوا لیکن مجبور اور بے اختیار تھی۔

دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے پھر تصویر پر توجہ دی۔ آج تک یہ کام اس کے لیئے نہایت درجہ مرغوب تھا۔ مگر آج اس میں ذرا سا لطف بھی باقی نہ رہا۔ ناچار قلم دوبارہ ہاتھ سے رکھ کر اس نے "آیونھو" کی جلد اٹھالی تاکہ اس قصہ کے آخری حصہ کا مطالعہ کر ڈالے لیکن نگاہ کتاب کے اوراق پر تھی۔ اور خیالات اور معاملات کی طرف۔ کبھی لارڈ ولیم رڈپین کی چٹھی یاد آتی تھی۔ کبھی وہ گفتگو جو مسنز ہارتیر کے ساتھ ہوئی۔ اور کبھی یہ بات کہ وہ ملاقات غیر متوقع طریق پر یکایک ختم ہوگئی۔ بڑھتی الجھن کے زیر اثر اس نے کتاب کو ہاتھ سے رکھدیا اور پیانو کے قریب بیٹھ گئی۔ اس نے اپنی نازک انگلیوں کی مدد سے ایک پرسوز نغمہ شروع کیا لیکن آج موسیقی کی دلفریبیاں بھی طبیعت پر اثر انداز ہونے سے قاصر تھیں۔ اس کی بے چین روح کو اس سے بھی سکون حاصل نہ ہوا۔

سخت اضطراب اور پریشانی کی حالت میں اس تبدیلی سے خوف زدہ ہو کر جو یکایک اس کے مزاج میں پیدا ہو چکی تھی۔ وہ پھر باغ میں نکل آئی۔ اور نشست گاہ کے گلدانوں میں سجانے کو رنگا رنگ کے پھول اکٹھے کرنے شروع کیئے لیکن آج اسے نرگس بیمار۔ گلاب بے مہک اور سوسن بے رنگ نظر آتی تھی۔ کہاں تو وہ حالت کہ وہ ایک ایک پھول کو توڑ کر گھنٹوں اس کی تعریف کیا کرتی۔ اور کہاں یہ کیفیت کہ اس نے ایک دو روشوں پر پھر کر جلد جلد چند پھول چن لیۓ اور وہ بھی سخت بے لطفی سے۔

کسی طرح طبیعت کو بہلتے نہ دیکھ کر وہ باغ کے ایک تنہا اور سایہ دار کنج میں چلی گئی اور وہاں مخملی سبزہ پر بیٹھ کر اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔ اپنی تنہائی کی زندگی کے متعلق طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہونے لگے۔ وہ حیران تھی کہ میری پراسرار زندگی کا راز کیا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ بے خبری میں ان خیالات نے ایک اور معاملہ کا رخ اختیار کرلیا۔ اور اب لارڈ ولیم رڈپین کے خط کا مضمون اور وہ باتیں جو مسنز ہارتیر نے مضمون عشق پر اس سے بیان کی ہو تکمیل کرنے ذہن کے دل میں اختلال پیدا کرنے لگیں۔

ہمارے ناظرین میں سے کوئی ہے جو ان علامات سے اصلی مرض کو نہ سمجھا ہو؟ اگر دوشیزہ تو اس بے خبر کو معلوم ہو جائے کہ معصوم اگنیس بیچ مرض عشق میں مبتلا ہو گئی ہے۔ یہ بےچینی یہ وحشت۔ یہ اضطراب سب اسی کی علامات تو ہیں۔

ٹریولین کے خط کو پڑھ کر اس نے جو کچھ کیا۔ اس کے لئے وہ اپنے آپ کو قابل ملامت نہ سمجھتی تھی۔ کیونکہ اس کا ضمیر کہتا تھا۔ عاقبت اندیشی اور اخلاق کا تقاضا یہی تھا۔ رنج فقط اس بات کا تھا کہ مسنر مارٹیمر کے منہ سے نکلے ہوئے بعض الفاظ کی وجہ سے مجھے راقم کے دعا کی صداقت پر شک کرنے کا موقعہ ملا۔

لیکن پھر اس نے سوچا کہ شائد بڑھی عورت نے مجھے دھوکا دیا۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو باتیں اس نے خط میں تحریر کی تھیں۔ انہی کی تردید وہ پیغامبر عورت کی زبانی کراتا۔

اپنے دل سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی " کیا اس نے اپنے خط میں بالکل صاف لفظوں میں یہ نہیں لکھا کہ میں کوئی بات تمہارے والد سے چھپا کر نہیں رکھنا چاہتا؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس عورت کی زبانی یہ پیغام کیوں کر بھیج سکتا تھا۔ کہ میں سارے معاملہ کو والد سے پوشیدہ رکھوں۔ آہ! اس عورت نے ضرور مجھے دھوکا دیا ہے۔ اور میں نے محض ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو کر راقم خط کے متعلق بدگمانی کو دل میں جگہ دی "

اس نتیجہ پر پہنچکر اسے سخت رنج ہوا۔ لیکن پھر اس نے سوچا۔ اگر مسنر مارٹیمر نے اس ملاقات کی صحیح کیفیت لارڈ ولیم ٹریولین سے بیان کی تو وہ واپسی خط کے فعل کو معیوب نہ سمجھے گا۔

مگر افسوس! وہ تو مسنر مارٹیمر سے یہ بھی کہہ چکی تھی کہ راقم خط سے کہدینا وہ میرا خیال دل سے نکال دے۔ کیا عجب ہے کہ سچ مچ میرے خیال کو ہمیشہ کے لئے نظرانداز کر دے۔

بھولی بھالی معصوم اگنیس۔ ابھی تو عشق کی ابتدائی منزل میں ہے۔ اور نہیں جانتی۔ وہ محبت کتنی اتھاہ اور ہمہ گیر ہے۔ جو ٹریولین کے دل میں تیرے لئے ہے۔ اس میں شک نہیں۔ گذشتہ چند گھنٹوں میں تو عشق کا درس اول حاصل کر چکی ہے۔ اور تو نے اس جذبۂ لامحدود کے اسرار عظیم کو کسی حد تک سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ جو تجھ پر بھی اثرانداز ہوا ہے۔ ہر چند کہ تیری آنکھوں سے بے خبری کا پردہ کسی حد تک ہٹ گیا ہے۔ اور اب تو قلب انسانی کی تحریر کو پہلے کی نسبت زیادہ صفائی سے پڑھ سکتی ہے۔ لیکن ابھی تیرے سینہ میں عشق کا عرف ابتدائی

پیدا ہوا ہے۔ یہ اس نور کی ہلکی سی جھلک ہے جو قلب انسان کو منور کرتا ہے۔ ابھی کا احساس ابھی تیرے اندر مبہم اور ناقابل بیان ہے۔ کیونکہ تو ابھی معصوم اور بے خبر دختر فطرت ہے۔ کہ یہ بات تیرے وہم و گمان میں نہیں آسکتی کہ عشق کا جذبہ استوار اور دائم ہے۔ اور اپنی ناواقفیت کے باعث تجھے اس کا مطلق علم نہیں کہ تیرا بھیجا ہوا جواب اگر ڈیوین تک پہنچ بھی گیا۔ تو وہ ٹھیک اسی طرح اس کی ذرا پروا نہیں کرے گا۔ جیسے بحر متلاطم کو اس حقیر انسان کی پروا نہیں ہوتی۔ جو اپنی حماقت کے زعم میں اس کے کنارہ پر کھڑا ہو کر اسے تھم جانے کا حکم دیتا ہے۔

چند گھنٹوں تک انگینس اس کنج تنہائی میں عشق کے خواب اول میں محو و سرشار رہی۔ اور آخر جب اس کی حسین خادمہ یہ اطلاع دے کر آئی۔ کہ شام کا کھانا تیار ہے۔ تو چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی "اوہ! چار بج گئے کیا؟ میں تو سمجھتی تھی ابھی دوپہر ہے"

جین نے اپنی آقائی کی طرف نظر حیرت سے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔ اور اس کے ذرا دیر بعد وہ اس بات کو بالکل ہی بھول گئی۔ کہ انگینس نے کسی غیر معمولی حالت کا اظہار کیا تھا۔ کیونکہ مکان کی طرف واپس جاتے ہوئے خود انگینس نے اپنی صورت کو زیادہ پرسکون بنا لیا اور اپنے خیالات پر اچھی طرح قابو پا لیا تھا۔ چنانچہ اسے تیزی سے قدم اٹھاتے چلتے دیکھ کر خادمہ نے غلطی سے یہ سمجھا کہ وہ ہر طرح خوش و خرم ہے۔

خیر شام کا کھانا ختم ہوا۔ اور اس سے فارغ ہو کر انگینس پھر باغ میں نکل آئی۔ چمن کی روشوں پر وہ غروب آفتاب کے وقت تک پھرتی رہی۔ شام کا وقت نہایت دلفریب اور راحت بخش تھا۔ ہوا پھولوں کی مہک سے عطر بیز تھی۔ اور اس میں اڑتے ہوئے کیڑوں اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی۔ یہ نظارہ اس دوشیزہ کے برہم شدہ خیالات کے لئے نہایت درجہ مسکن ثابت ہوا۔ اور اگرچہ تھکی ماندی تھی۔ تاہم ذرا دیر اور سیر کرنے کو رک گئی اس کے علاوہ وہ محسوس کرتی تھی کہ یہاں باغ کے اندر قدرت کی گود میں رہ کر مجھے اس سے بہت کم تنہائی محسوس ہوتی ہے۔ جس قدر صبح نشستگاہ میں ہوتی تھی جبکہ مصوری، موسیقی اور کتابیں کوئی بھی چیز طبیعت کو بہلانے میں مددگار نہ ہو سکی۔

معلوم نہیں کس لئے باغ میں سیر کرتے ہوئے انگینس ورنن بار بار عمداً اس مقام کے پاس ہو کر گذری۔ جہاں صبح کے وقت اس کی سسر باٹیمر سے گفتگو ہوئی تھی۔ جو لوگ مبتلائے عشق ہیں

پر مبتلائے عشق رہ چکے ہیں ۔ وہ کہیں گے کہ یہ کسی مبہم اور ناقابل بیان امنگ کا اثر تھا جو اس دوشیزہ کے قدموں کو بار بار ادھر لے جاتا تھا ۔ وہ امید جو اس دوشیزہ کی بے لوث اور پاک سینہ میں فطرت خود اپنے اثرات سے پیدا کر رہی تھی ۔ اور جو باد صبا کی آہستگی کے ساتھ اس کے کانوں میں یہ آواز پہنچا رہی تھی کہ شاہزادہ پولین کا قاصد اس کی طرف سے یہ پیغام لے کر واپس آئے کہ پیغامبر نے اپنی طرف سے جا ہے کچھ کہا ہو ۔ بہر حال میرے خیالات وہی ہیں جو خط میں درج تھے ۔ ان کی صداقت و دیانت اور راست شعاری میں کچھ بھی فرق نہیں ۔

... اور اب دیکھیئے حسین انگینس ایک بار پھر اسی مقام پر کھڑی ہے جہاں صبح کے وقت اس نے اس خط کا مضمون پڑھا تھا جس نے اس کے سینہ میں جذبۂ عشق کو بیدار کیا ۔ دیکھئے بت کی طرح بے حرکت وہ باغ کے ایک تنہا مقام پر درختوں کی پتیوں میں چھپی کھڑی ہے ۔ دودھ کے ایسے سپید لباس میں اس کے اعضا کی موزونیت اور زیادہ نمایاں صورت اختیار کر رہی ہے اور افق مغرب میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنیں سبز پتوں کے اندر سے چھن کر اس کے چہرہ پر پڑتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کوئی فرشتہ اس مقام کی پاسبانی کر رہا ہے ۔

یکایک وہ چونکتی اور کان لگا کر سنتی ہے ۔ جس طرح جنگل میں ڈرپوک ہرنی دور سے کسی ایسی آواز کو سن کر ٹھٹک جاتی ہے ۔ جو شکاری کتوں کے بھونکنے سے مشابہ ہو ۔ پہیوں کی گڑگڑاہٹ اور گھوڑوں کے سموں کی آواز اس کے کانوں تک پہنچتی ہے اور یہ آواز لحظہ بہ لحظہ قریب تر ہوتی جاتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ گاڑی اسی گلی کی طرف آرہی ہے ۔

لیکن اس گلی میں گاڑیاں تو ہمیشہ آیا کرتی ہیں ۔ پھر کیا وجہ اس حسینہ کا دل آج پنجرہ میں بند چڑیا کی طرح پھڑپھڑا رہا ہے ؟ وجہ ظاہر ہے کہ آج اس دل میں یہ خیال موجود ہے کہ واقعہ جو ظہور میں آنے والا ہے وہ میری قسمت سے غیر متعلق نہیں ۔

یکایک آواز بند ہو گئی ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ گاڑی رک گئی ۔ اور اب پھر چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے ۔

سورج افق مغرب میں دمبدم نیچے اترتا جا رہا ہے لیکن ابھی اجالا باقی ہے ۔ اس کی اودی کرنوں کی سرخی نے درختوں کے سبز پتوں میں موسم خزاں کی زردی پیدا کر دی ہے ۔ اس کی

میں پکے ہوئے سیب۔ زرد ناشپاتیاں اور قرمزی رنگ کے چیری جو درختوں کی شاخوں پر جواہرات کی طرح لگے ہوئے ہیں۔ نمایاں صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اور میووں سے لدی ہوئی شاخوں کے درمیان اس نوجوان حسینہ کا چہرہ اس وقت جبکہ وہ فکر و تشویش کی حالت میں اس خفیف ترین آواز کی منتظر ہے۔ جو کسی انسان کی آمد سے مشابہ ہو ایک عجیب شان و اثر رکھتا ہے۔

یکایک ریشمیں کپڑوں کی سرسراہٹ اور کسی کے آہستگی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور چونکہ باغ کی سطح گلی سے بلند تر تھی۔ اس لئے انگینس نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گلی کے اندر ایک خاتون تیزی سے قدم اٹھاتی چلی آرہی ہے۔

مگر افسوس وہ مسز ہارٹیر نہیں تھی! اس سے اس حسینہ کے دل میں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ سمجھتی ہے۔ ربولین کسی اور عورت کو پیغام لے جانے کا فرض سپرد نہیں کرے گا۔

پھر اس کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ مجھے تو خوش ہونا چاہیئے کہ والد کی عدم موجودگی میں یہ معاملہ یہاں تک ہی رہ گیا۔ اور یہ سراسر معیوب تھا کہ میں یہاں پر ایک نہایت سہم اور خفیف امید پر کسی کی منتظر کھڑی رہی۔

ایک آہ سرد بھر کر وہ مکان کی طرف واپس جانے کو تھی۔ کہ اپنا نام سنکر حیرت و استعجاب اور امید و بیم کی حالت میں پھر رک جاتی ہے۔ کوئی زنانہ آواز اسے بڑے ہی ملائم اور پیارے لفظوں میں بلا رہی ہے۔

"انگینس . . . پیاری انگینس۔ ٹھیر جاؤ . . . پینڈمنٹ کے لئے تو ٹھہر جاؤ میری پیاری لڑکی۔ میں التجا کرتی ہوں۔ تم نہیں جانتی ہو کون تمہیں بلا رہا ہے"

یہ الفاظ نہایت پر محبت اور خوشامدانہ لہجہ میں کہے گئے تھے جس کی وجہ سے انگینس کے دل میں فوراً ہی اس خاتون کی طرف ایک کشش سی پیدا ہو گئی جس کا خوشنما چہرہ اب اسے اپنے سامنے نظر آرہا تھا۔ اور جس کے چہرہ پر گہری التجا کے آثار نمودار تھے۔

"میڈم میں ٹھہر جاتی ہوں۔ میں آپ کو اس ذرا سی درخواست میں مایوس نہیں کرنا چاہتی" انگینس نے رکتے رکتے کہا۔ اور اس وقت وہ پھر اس بات کو بالکل بھول گئی کہ

والد نے مجھے اجنبیوں سے ملنے کے خلاف کتنی زبردست تاکید کی تھی؟ لیکن آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا؟ اور یہ فرمائیے آپ کون ہیں؟"

"ہائے! یہ سوال تم مجھ سے پوچھو!" اس عورت نے دونوں ہاتھ سخت پریشانی کے عالم میں جوڑتے ہوئے کہا۔ "لیکن سچ! ایسی خوبصورت لڑکی ہے! کس قدر تصویر سے مشابہ ہے!" اس نے لہجہ بدل کر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا "اگنیس جان سے پیاری اگنیس میں تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔ تم کو تمہیں بہت سی ایسی خبریں پہنچانی ہیں جنہیں سنکر تم خوش ہو جاؤ گی۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ ہم اس باڑ کو بیچ میں حائل کر کے باتیں کریں۔ کیا تم میرے پاس یہاں نہیں آسکتی ہو؟ ... یا کیا تم اس کی اجازت نہ دو گی کہ میں تمہارے پاس وہاں آجاؤں؟ میری عزیز۔ میں تمہیں چھاتی سے لگانے کو بیقرار ہوئی جاتی ہوں۔ ہائے افسوس کہ میں تم سے اتنی قریب ہو کر بھی اس باڑ کی وجہ سے اتنی دور ہوں!"

"میڈم۔ مجھے حیرت ہے آپ کی باتوں کا کیا جواب دوں" اگنیس نے جس کے سینہ میں مسرت۔ امید اور بیم کے مشترکہ اثرات کام کر رہے تھے۔ اور جس کا دل اس وقت لامحدود۔ عمیق اور ناقابل فہم جذبات کا سمندر بنا ہوا تھا۔ "آپ کے الفاظ میرے دل پر اس قسم کا اثر پیدا کر رہے ہیں جسے میں بیان نہیں کر سکتی۔ ..."

"بے شک اگنیس ... پیاری اگنیس" عورت نے اپنے بازو التجائی انداز سے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ قدرت کا تقاضا ہے۔ لیکن اے پیاری تمہیں میرے پاس آنے میں تامل کیوں ہے؟ معلوم ہوتا ہے کسی نے تمہیں خبردار کر دیا ہے ... معلوم ہوتا ہے کسی نے تمہیں ملنے والوں کو مشتبہ نظر سے دیکھنے کی تاکید کر دی ہے۔ ... ہائے الٰہی مجھے یہ جانکر کتنی پریشانی ہوتی ہے کہ تم مجھے بھی شک و شبہ کی نظر سے دیکھتی ہو!"

اور یہ الفاظ سخت ذہنی اضطراب کی حالت میں کہکر اس خاتون نے زار زار رونا شروع کر دیا۔

اگنیس زرد رو خاموش۔ لرزہ براندام کھڑی رہی۔ کوئی غیبی آواز اسے کہہ رہی تھی کہ اس عورت کی قسمت تیری قسمت سے وابستہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس بارہ میں

صحیح رائے قائم کرنے سے قاصر تھی۔ کہ اس کا مجھ سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے۔ کسی غیبی اثر نے اسے اس عورت کی طرف بڑھنے کے لئے اکسایا۔ جو باڑ کے دوسری طرف کھڑی رو رہی تھی۔ جی چاہتا تھا کہ وہ پھر اپنے بازو میری طرف پھیلائے۔ اور ہمارے درمیان باڑ کی رکاوٹ مزاحم نہ ہو تو میں اس کی چھاتی سے لگ جاؤں۔ پھر ہم دونوں مل کر روئیں۔ اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا اظہار کریں۔

"اگینس۔ ۔ ۔ پیاری اگینس" اس خاتون نے دفعتۂ مہر خموشی توڑ کر آنسو پونچھتے ہوئے نہایت دردناک لہجہ میں کہا "میں التجا کرتی ہوں کہ یا تم میرے پاس آجاؤ یا بتاؤ میں کس راہ سے تمہارے پاس آؤں کہ کوئی مجھے دیکھ نہ لے لیکن ہاں" اس نے یکایک ایک فوری خیال کے زیر اثر کہا "یہ تو کہو وہ ۔ ۔ ۔ تمہارے والدین کہیں ہیں؟"

"نہیں والد پیرس گئے ہوئے ہیں" اگینس نے جواب دیا "وہ ۔ ۔ ۔"

"خدا کا شکر ہے!" اجنبی عورت نے اتنی گرمجوشی کے لہجہ میں کہا کہ دوشیزہ حیرت زدہ ہو گئی "لیکن مسز گفرڈ ۔ ۔ ۔ کیا وہ اب تک زندہ ہے؟ ۔ ۔ ۔ کیا وہ ابھی تک تمہارے پاس رہتی ہے؟"

"ہاں وہ مکان ہی پر ہے" اگینس نے ان سوالات پر اور زیادہ متعجب ہو کر کہا۔ اس کا تعجب دوگونہ تھا۔ ایک سوالات کی نوعیت پر اور دوسرے اس لئے کہ اس عورت کو ہمارے گھر کے اس قدر حالات کا علم کیونکر ہوا۔ ایک اور وجہ اس کے متعجب ہونے کی یہ بھی تھی کہ اجنبی عورت یہ سوالات بڑی سرگرمی سے پوچھ رہی تھی۔

"پھر میں تم سے باغ میں کیونکر آ کے ملوں؟" اس خاتون نے سخت اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا "ہائے اگینس تو نہیں جانتی اس دل میں تیرے لئے کتنی زبردست محبت ۔ ۔ ۔ اس سینہ میں کتنی پرزور کشش ہے جو مجھے اکساتی ہے کہ اس باڑ کو چیر کر تیرے پاس پہنچ جاؤں۔ اور تجھے چھاتی سے لگا لوں۔ سنگدل لڑکی مجھے اس کشمکش و رنج کی حالت میں نہ رکھ۔ آ اور چھاتی سے لگ جا۔ تو یہی سمجھ کہ میں تیری ماں ہوں ۔ ۔ ۔"

"میری ماں!" اگینس نے امید و استعجاب کے مشترکہ لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ناقابل بیان جذبات کا اتنا ہجوم اس کے سینہ میں پیدا ہوا کہ وہ ان سے مغلوب

ہونے لگی۔ وہ یقیناً لڑکھڑا کر فرش زمین پر گر جاتی۔ اگر سہارے کے لئے ایک درخت قریب نہ ہوتا۔

"اگنیس۔ ۔ ۔ اگنیس!" عورت نے التجا کے لہجہ میں کہا "ایسے خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔ جو تمہیں پریشان خاطر کر دیں۔ کیونکہ اس وقت سب سے زیادہ تمہارے اوسان کی بحالی کی ضرورت ہے۔ اگنیس۔ ۔ ۔ پیاری اگنیس۔ بولو۔ میری بات کا جواب دو۔ ۔ ۔"

"۔ ۔ ۔ لیکن آپ کون ہیں؟ ۔ ۔ ۔ الٰہی۔ آپ کون ہیں؟" حسین دوشیزہ نے سخت پریشانی کی حالت میں کہا "عجیب خیالات ۔ ۔ ۔ عجیب و غریب اسیے میں ۔ ۔ ۔ حیرت افزا قیاسات میرے ذہن میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور میں نہیں جانتی۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے!"

یہ کہتے ہوئے وہ پھر باڑ کے قریب آئی۔ اس نے خیالات کو مجتمع کرنے کے لئے پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ اور بالوں کی لٹوں کو جو پریشانی کی حالت میں اس چاند کے ایسے چہرہ پر اس وقت چھا گئی تھیں جب درخت کے ساتھ لگنے کے عمل میں اس کی ٹوپی ہی نیچے ہٹا یا۔

"تم پوچھتی ہو۔ میں کون ہوں؟" خاتون نے کہا "دیکھو اگنیس میری پریشان حالی پر رحم کرو میری چھاتی سے لگ جاؤ۔ کہ میں تمہیں سارے حالات سے خبردار کروں!"

"ٹھیریئے۔ میڈم ٹھیریئے!" اگنیس نے اس آخری التجا سے بیحد متاثر ہو کر کہا "خواہ کچھ ہو جائے۔ میں آپ کے پاس آتی ہوں!"

باب ۱۷۳ ملاپ

اس بات سے لاپرواہ ہو کر میں کیا کر رہی ہوں۔ والد کے احکام کو نظر انداز کر کے حزم و احتیاط کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے فقط ان جذبات کے تابع ہو کر جو اس کے سینہ میں فطرت کی اپنی غیبی آواز کے زیر اثر پیدا ہو رہے تھے۔ عزلت نشین حسینہ

باڑ کے پاس سے ہٹ کر اجنبی خاتون کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ باغ کے باہر وہ عورت اس خیال سے سخت تشویش کی حالت میں کھڑی تھی۔ مبادا ملکینوں میں سے کوئی انگیس کو باہر آنے سے روک دے۔

لیکن انگیس کو باہر آنے کے لئے مکان سے ہو کر گذرنا نہیں پڑا۔ اصطبل کا ایک پھاٹک گلی کی طرف کھلتا تھا۔ وہ اس راستہ سے چل کر گلی میں نکل آئی۔ اور چونکہ خادماؤں میں سے کوئی بھی اس طرف موجود نہ ہوسکتی تھی۔ اس لئے اسے کسی خاص احتیاط کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اگر اس قسم کے اتفاقات ظہور میں آتے کہ وہ اس راستے نہ گذر سکتی۔ اور اسے سوچنا پڑتا کہ میں خادماؤں سے نظر بچا کر کس طرح باہر جاؤں تو اس کی معصوم اور پاکیزہ روح یقیناً اسے اپنی حالت پر غور کرنے کے لئے اکساتی۔ اور وہ سوچتی کہ مجھے والد کے احکام کی خلاف ورزی کرنی چاہیئے یا نہیں۔ اس صورت میں وہ سیدھی مسٹر گفرڈ کے پاس جاتی۔ اور مسٹر گفرڈ کا جواب جو کچھ ہوتا وہ چونکہ ظاہر ہے اس لئے نتیجہ اس اجنبی عورت کی امید اور آرزو کے سراسر خلاف ہوتا۔ جو اس حسینہ کی آمد کے انتظار میں گلی میں کھڑی تھی۔

لیکن چونکہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ اس لئے انگیس کو باہر آنے کی کوشش میں ایک لمحہ کے لئے بھی رکنے پر مجبور نہ ہونا پڑا۔ اسے واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے کی بالکل مہلت نہیں ملی۔ اصطبل کا پھاٹک دن میں ہر وقت اہلیوں کی آمد و رفت کے لئے کھلا رہتا تھا۔ اور چونکہ اس وقت بھی وہ لوگ کام میں لگے ہوئے تھے۔ اور پھاٹک کھلا تھا۔ اس لئے ان جذبات میں جو انگیس کو اپنے زیر اثر اجنبی عورت کی طرف لئے جارہے تھے کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ اور اس کے چند منٹ بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حسینہ امید استعجاب اور تشویش کے مشترکہ احساس کو سینہ میں لئے تیزی سے قدم اٹھاتی گلی میں چل رہی ہے۔

اصل یہ ہے کہ اس ایک لفظ "ماں" نے۔ ۔ ۔ اس پیارے دلخوش کن لفظ نے جو پیشتر کبھی اس معصوم حسینہ کے کانوں تک نہیں پہنچا تھا۔ اور جس نے ایک لمحہ میں اس کے سینہ میں بے شمار خفیہ جذبات راحت کو بیدار کر دیا۔ ۔ ۔ اس لفظ نے جو بجلی کی سی تیزی رفتار کے ساتھ اس حسینہ کی آنکھوں کے سامنے اس نظارہ جنت کو

پیش کر چکا تھا۔ جو مقدس ترین راحت سے وابستہ ہے۔ . . ہاں اس لفظ نے جو اس بے خبر لڑکی کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا۔ جس کی عمر اب تک نیم یتیمی کی سی حالت میں بسر ہوئی تھی۔ . مختصر یہ کہ اس لفظ نے جو ہر حالت میں اپنے اندر معجزنما تاثیر رکھتا ہے اس حسینہ کو باقی ہر بات بھلا دی تھی۔ اور اس کی روح میں یہ بے قراری پیدا کر دی تھی۔ کہ جن لبوں سے یہ ایک لفظ نکلا ہے۔ ان سے کچھ اور بھی سنا جائے۔

اور یہ سب اس صورت میں کہ اگر وہ ذرا بھی رُک کر سوچتی۔ اور غور و فکر سے کام لیتی تو اسے معلوم ہو جاتا کہ میرا تمام تر جوش بے جا ہے کیا وہ یہ سمجھتی تھی کہ یہی عورت جس کے پاس میں جا رہی ہوں میری ماں ہے؟ نہیں اور ہاں اس لئے کہ آرزو یہی تھی مجھے اس تمنا میں مایوسی نہ ہو۔ اس کے مزاج کی سادگی اس کے خیال کی ترید پختگی کا باعث تھی۔ اور پختگی خیال اسے آگے قدم اٹھانے پر مجبور کر رہی تھی۔

خیر وہ اس عورت کے قریب پہنچی۔ وہ بھی اسے دیکھ کر ملنے کو بڑھی اور طرفۃ العین میں وہ ایک دوسری سے بغلگیر ہو گئیں۔

"میری بیٹی . . . میری عزیز بیٹی!" عورت نے اسے بڑی گرمجوشی سے چھاتی سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! کیا یہ ممکن ہے!" اگنیس نے ناقابل بیان مسرت محسوس کرتے ہوئے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ہی میری ماں ہیں!"

"ہاں میری جان سے پیاری اگنیس۔ میں ہی تمہاری ماں ہوں" عورت نے جواب دیا "خدا گواہ ہے کہ تم میری اپنی بیٹی ہو۔ اور اگرچہ حالات کے زیر اثر تمہیں چھوٹی عمر ہی میں مجھ سے جدا کر دیا گیا تھا۔ تاہم سچ جانو کہ میں نے ایک دن کے لئے بھی تمہاری یاد دل سے محو نہیں ہونے دی۔"

اگنیس کو فرط مسرت سے غش آنے لگا تھا۔ مگر وہ بڑے زور سے اپنی ماں کے ساتھ لگی رہی۔

"میری بیٹی . . . میری جان سے پیاری اگنیس تم میرے ساتھ رہو" عورت نے کہا "آہ! میری اس وقت کی خوشی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اگنیس مجھے اپنی چھاتی سے لگا کر . . . الٰہی! مجھے غش آ رہا ہے! . . ."

مدت کی بچھڑی ہوئی بیٹی سے مل کر اس عورت کو جو خوشی ہوئی۔ اس نے اس کے بدن میں غیر معمولی طاقت پیدا کر دی تھی۔ انگینس کو بازوؤں میں لئے وہ گلی میں چلتی اس مقام پر پہنچی جہاں ایک کرایہ کی گاڑی منتظر کھڑی تھی۔ اور اس کے اندر اس حسینہ کو لٹا دیا۔

جب انگینس کو ہوش آیا۔ تو وہ اس طرح چونکی۔ گویا یکایک خواب راحت سے بیدار ہوئی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ڈر رہی ہے کہیں یہ ایک دلخوش کن خواب ثابت نہ ہو۔ مگر جب گاڑی کی کھلی کھڑکیوں میں سے داخل ہونے والی غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی رخصتی شعاعوں کی روشنی میں اس نے اپنی ماں کا خوبصورت۔ خوشگوار اگرچہ کسی قدر مغموم چہرہ اپنے اوپر جھکا ہوا دیکھا تو اس کے رخساروں پر پھر سرخی چھا گئی۔ اس نے دونوں بازو اپنی ماں کی گردن میں ڈال دیئے اور چلا کر کہنے لگی "کیا سچ مچ تم میری ماں ہو؟ ... کیا یہ محض ایک خواب تو نہیں ہے؟"

"پیاری انگینس بے شک میں تمہاری ماں ہوں" عورت نے محبت آمیز لہجہ میں کہا "میں تمہاری اپنی پیاری ماں ہوں۔ جو برسوں تمہاری یاد میں تڑپتی رہی ہے۔ اور جو آئندہ کسی حال میں تم سے جدا ہونا منظور نہ کرے گی سوائے اس صورت کے" اس نے ایک آہ سرد بھر کر کہا "سوائے اس صورت کے کہ تم اپنی مرضی سے مجھ سے جدا ہونا چاہو یا قسمت کی نامہربان دیوی ہمیں ایک دوسری سے جدا کر دے۔ بے شک انگینس میں تمہاری ماں ہوں۔ اور اگرچہ تم بہت خوبصورت ہو۔ تاہم میں بلا اظہار خود پسندی کہہ سکتی ہوں۔ کہ تمہارا حسن میری ہی صورت کا عکس ہے"

"بے شک اور اس کے علاوہ میرے اپنے جذبات بتاتے ہیں کہ آپ ہی میری ماں ہیں" حسین لڑکی نے کہا "آپ کہہ رہی تھیں کہ میں تم سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گی حتےٰ کہ تم اپنی مرضی سے مجھ سے جدا ہونا چاہو۔ آہ! پیاری اماں۔ کیا آپ ایک لمحہ کے لئے یہ خیال کر سکتی ہیں کہ میں کبھی آپ سے جدا ہونا منظور کروں گی؟ ... میں کبھی آپ سے جدا ہونا گوارا کروں گی؟"

"نہیں میری عزیز بیٹی۔ مجھے امید نہیں" عورت نے جواب دیا "اس کے ساتھ ہی انگینس" اس نے کسی قدر افسردگی کے لہجہ میں کہا "میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اگر تم آئندہ میرے پاس رہنا چاہتی ہو۔ تو پھر تم اپنے والد سے ہرگز نہ مل سکو گی ... کم از کم دوبارہ

بخشش تو۔ ۔ ۔"

"میری اچھی اماں ایسا نہ کہو" انگینس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا "یقیناً آپ والدہ کی بے خبری میں ہی مجھ سے ملنے آئی ہیں۔ اور ان کی اجازت ہی سے مجھے ساتھ لئے جاتی ہیں۔ مگر ـس کے ساتھ ہی" اس نے کچھ سوچکر کہا "اس کے ساتھ ہی اب جو میں سوچتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ میں چھپ کر باغ سے نکلی تھی۔ ۔ ۔ آپ نے تاکید کی تھی کہ میں نوکروں سے آنکھ بچا کر باہر آجاؤں۔ اور آپ کو اس کا بھی علم نہ تھا کہ والدہ پیرس میں ہیں۔ آہ! اماں۔ ۔ ۔ پیاری اماں" اس نے یکایک پھر اجنبی عورت سے مخاطب ہو کر کہا "از برائے خدا بتایئے یہ کیا اسرار ہے؟ ۔ ۔ ۔ مجھے کس کا حکم ماننا چاہیئے۔ آپ کا یا والدہ کا؟ کیونکہ بحالات پیش آمدہ ظاہر ہے کہ ایک کا حکم ماننے میں مجھے دوسرے کی نافرمانی کرنی ہوگی۔"

"انگینس میری عزیز بیٹی۔ ۔ سکون قائم رکھو۔ میں التجا کرتی ہوں" اجنبی عورت نے خوفزدہ اور کانپتی ہوئی دوشیزہ کو چھاتی سے لگا کر کہا۔

"آہ! پیاری اماں جب آپ کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے۔ ۔ ۔ جب آپ محبت سے مجھے بوسہ دیتی ہیں۔ تو آپ کے سوا اور کوئی خیال میرے دل میں باقی نہیں رہتا۔" معصوم دوشیزہ نے کہا "اوہ! آپ کے آنسو میرے چہرہ پر گر رہے ہیں پیاری اماں! آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو میرے الفاظ کا رنج ہے؟ اگر ایسا ہو تو میں التجا کرتی ہوں مجھے معاف کر دیجئے۔ میں آپ ہی کی فرمانبردار ہو کر رہوں گی۔ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤنگی۔ پیاری اماں تم رو نہیں۔ ۔ ۔"

"جان اور خدا انہیں برکت دے۔ ۔ ۔ " راحتیں اس راحت سے بھرپور کرے جو افسوس کہ میرے حصہ میں نہیں آئی" عورت نے جس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے کہا۔

"نہ رو۔ ۔ ۔ اماں جان میں التجا کرتی ہوں" انگینس نے منت آمیز لہجہ میں کہا "پیاری اماں۔ کیا آپ ناخوش ہیں؟ ۔ ۔ ۔ مجھے بتایئے آپ کو کس بات کا رنج ہے؟ ۔ ۔ ۔"

"انگینس میں خوش بھی ہوں اور ناخوش بھی" اس کی ماں نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "ایک ہی وقت میں مجھے دلی راحت اور سخت ذہنی رنج محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن جب

زیادہ تمہارے الفاظ میرے لئے باعث اطمینان ہیں۔ تمہاری آواز نغمہ موسیقی کی طرح میری رُوح کو تسکین دیتی ہے۔ تمہاری محبت میرے زخم خوردہ دل کے لئے مرہم کا کام دے رہی ہے۔"

"پیاری اماں۔ مجھے اور زیادہ لپٹ جانے دو۔" اگینس نے گاڑی کے اندر اپنی ماں سے زور سے لپٹتے ہوئے کہا۔ کوئی جانے اسے اندیشہ تھا۔ مجھے زبردستی اس سے جدا نہ کر دیا جائے۔ "مگر کیا باعث ہے کہ آپ ایک ہی وقت میں خوش بھی ہیں۔ اور ناخوش بھی؟"

عورت کہنے لگی "میں خوش اس لئے ہوں کہ میں نے آج رات تمہیں مدت دراز کے بعد پالیا ہے۔ اور تم سے مل کر میری ایک دیرینہ آرزو پوری ہو گئی ہے۔ ناخوش اس لئے ہوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہیں پھر کوئی واقعہ ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر دے۔"

"لیکن پیاری اماں۔ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں آسکتا ہے۔ جو ہماری جدائی کا موجب ہو؟" اگینس نے جس کے سینہ میں طرح طرح کے مبہم اندیشے پیدا ہونے لگے تھے پوچھا "کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں چاہوں تو آپ کے پاس رہوں۔ اور آپ چاہیں تو مجھے ہر وقت اپنے پاس رکھیں؟"

"بے شک اگینس۔ ایسا ہو سکتا ہے" اس کی ماں نے پرشوق لہجہ میں کہا "لیکن جب اس تازہ ملاقات کا عارضی جوش فرو ہو گیا۔ تو کیا اس وقت تم اداس نہ ہو جاؤ گی؟ . . . کیا اس وقت تمہیں پھر بھی تنہا مکان یاد نہیں آئے گا؟ . . . کیا تم اس خوشنما باغ . . . اور اپنے والد کو یاد کر کے پریشان نہ ہو گی؟" یہ آخری الفاظ اس نے آہستگی سے کپکپاتے ہوئے لہجہ میں کہے۔

"اماں . . . جان سے پیاری اماں" اگینس نے جواب دیا "اس میں شک نہیں مجھے اس تنہا مکان، اس خوشنما باغ اور اس کے دلفریب پھولوں سے محبت ہے لیکن آپ کی محبت کے سامنے اس محبت کی کیا ہستی؟ وقت طلب سوال صرف آپ کے اور والد کے درمیان انتخاب کا ہے۔ لیکن اگر یہ ضروری ہے کہ میں دونوں میں سے صرف ایک ہی کے پاس رہ سکتی ہوں تو پھر . . . لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ والد کا سلوک بھی مجھ

ہمیشہ عنایت آمیز رہا ہے۔ اور یہ سوچ کر میرے دل میں درد پیدا ہوتا ہے کہ۔۔۔"

"انجینس۔۔۔ انگینس" اس کی ماں نے سخت ذہنی اذیت کی حالت میں کہا" اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ تمہیں اپنے والد سے بہت محبت ہے۔ اور ایسا ہونا قدرتی ہے کیونکہ بچپن سے اب تک تم مجھ سے دور رہی ہو۔ اور مجھ سے تمہاری واقفیت صرف تھوڑے عرصہ کی ہے۔ افسوس! افسوس! میں نے یہ سوچنے میں سخت حماقت کی کہ تم آئندہ میرے پاس رہنا منظور کرو گی۔ نہیں۔۔۔ نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ انجینس میں نے سب کچھ جان لیا۔ اپنے باپ سے جدا ہو کر تم سخت پریشان اور افسردہ رہو گی۔ اس لئے اے عزیز میں تمہیں پھر اسی مکان پر چھوڑ آتی ہوں۔۔۔ میں اس باغ کے دروازہ پر تم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاؤں گی۔ اور پھر اس زندگی میں تمہاری صورت دیکھنے کی جرأت نہ کروں گی۔ کیونکہ میرے لئے یہ ایک نہایت سخت امتحان ہے۔۔۔"

"نہیں پیاری اماں ایسی باتوں کا اظہار نہ کیجئے۔ ورنہ میں یقیناً دل شکستہ ہو کے مر جاؤں گی۔" انگینس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "آپ ناخوش ہیں۔ اور میرا فرض ہے کہ آپ کے پاس رہوں۔۔۔ خواہ کچھ ہو۔ میں آپ ہی کے پاس رہوں گی۔"

یہ کہہ کر وہ پھر اپنی ماں سے لپٹ گئی۔ اور بہت دیر تک روتی رہی۔ وہ اس زور سے لپٹی ہوئی تھی گویا ڈرتی تھی کہیں مجھے اس سے جدا نہ ہونا پڑے۔

"انگینس اب میں خوش ہوں۔۔۔ بہت ہی خوش ہوں" عورت نے کہا "تم نے میرے ہی پاس رہنا۔ اور میں بھی تمہارے والد کا ذکر کر کے اس پریشانی میں اضافہ نہ کروں گی۔ جو اس ذکر سے تمہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذرا دیر کے لئے میری باتوں کو غور سے سنو۔ میں ایک تنہا اور بے یار و مددگار عورت ہوں۔ اور مجھے حال میں ایک نہایت سخت صدمہ اٹھانا پڑا ہے۔ میں اس صدمہ سے شاید جانبر نہ ہو سکتی اگر محض اتفاقیہ طور پر۔۔۔ عجیب حسن اتفاق سے مجھے کل رات تمہارے مقام سکونت کا علم نہ ہو جاتا۔ اس وقت میرے دل نے کہا کہ اگر کسی اور چیز کے لئے نہیں تو تمہارے لئے میرا زندہ رہنا ضروری ہے۔ آج میں اسی نیت سے تم سے ملنے آئی تھی۔ کہ تمہیں دیکھ کر جی ٹھنڈا کروں۔ اور اگر ممکن ہو تو تمہیں اپنے ساتھ رہنے پر آمادہ کروں۔ اے انگینس تو نہیں جان سکتی۔ کہ وہ محبت کتنی زبردست

ہے جو ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ تم سے جدا ہوئے سالہا سال کا عرصہ گذر گیا۔ اس اثنا میں میں یہی سوچتی رہی کہ اب میری بیٹی اتنی بڑی ہوگئی ہوگی۔ اب اس کی صورت ایسی ہوگی وہ نیک اور پاک ہوگی۔ اور جو باتیں جاننے لائق ہیں ان سب کو جان چکی ہوگی۔ سوائے اپنی ماں کے حالات کے۔ جو افسوس کہ تمہارے کانوں تک نہیں پہنچائے گئے۔ اور اب جان سے پیاری نہیں مجھے یہ دیکھ کر بے حد اطمینان ہوتا ہے۔ کہ جس طرح میرے دل میں تمہارے لئے لاانتہا محبت تھی ویسی ہی تمہارے دل میں میرے لئے ہے۔ یہ گویا اس اضطراب کا قدرتی صلہ ہے۔ جو ہماری جدائی سے لے کر اب تک گذرا۔ اگنیس تمہارا باپ مالدار ہے۔ اور اسے راحت و تفریح کے بے شمار ایسے وسائل حاصل ہیں۔ جو کبھی عورت کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کے بہت سے دوست ہیں۔ اور اگرچہ اسے تم سے بے حد محبت ہے تاہم تم سے جدا ہونے کا اسے اتنا بھاری رنج نہیں ہو سکتا جس قدر مجھے ہوتا رہا ہے۔ یا جس قدر مجھے اب تم سے جدا ہو کر ہو سکتا ہے۔ پس لے اگنیس میں تم سے ایک ماں کی حیثیت میں درخواست کرتی ہوں کہ تم میری عزیز بیٹی۔ مجھ سے ویسی ہی محبت کرو جیسی نیک اولاد کو اپنی ماں سے ہونی چاہیئے۔ میں خوش ہوں کہ تم ان فرائض کو سمجھتی ہو جو اولاد کے ذمہ اپنے والدین کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور انہیں ادا کرنے پر آمادہ ہو۔ میں یہ بھی دیکھتی ہوں کہ تم جیسا کہ ہونا چاہیئے ماں کی محبت کو باپ کی محبت پر سبقت دیتی ہو۔ علاوہ بریں میری عزیز اگنیس میرے حق میں یہ بات بھی ہے کہ عہد طفلی سے تم اپنے باپ کے پاس رہی ہو پھر کیا اب اس عرصہ دراز کے بعد اگر میں تم سے اس بات کی خواستگار ہوں کہ تم چند کل میرے پاس رہو تو کیا یہ ایسی ہی ناقابل قبول رعایت ہے؟ آخر میں تمہاری ماں ہوں۔ اور موجودہ تنہائی اور بے بسی میں تمہارے بغیر میری زندگی اور بھی زیادہ افسردگی کی حالت میں بسر ہوگی۔ اور میری خواہش یہ ہوگی کہ جس قدر جلد یہ بدن کنج لحد میں سما جائے۔ اتنا ہی اچھا ہے۔"

اگنیس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اور چھاتی متلاطم سمندر کی طرح حرکت کرتی تھی۔ وہ بولی "او اماں جان۔ میں ہرگز آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ میری جان بھی چلی جائے تو بھی آپ سے جدا ہونا منظور نہ کروں گی۔ لیکن آپ میرے والد اور اس نیک نہاد عورت مسز گفرڈ کو میری نسبت لاعلمی میں تو نہ رہنے دیں گی؟"

"میری عزیز بچی انہیں تمہاری نسبت بے خبر رکھنا ایسا ظلم ہوگا جس کی میں کبھی مرتکب نہیں ہو سکتی" اس کی ماں نے کہا۔ اور اس کے بعد گاڑی کی کھلی کھڑکی سے دیکھ کر جو اس وقت کینسنگٹن کامن میں سے گذر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی "اگنیس میرا مکان لندن کے شمالی مضافات میں واقع ہے۔ اور عجب نہیں کہ مسز گرڈسٹن اس مقام سے خبردار ہو۔ مجھے معلوم نہیں وہ اس سے خبردار ہے یا نہیں۔ لیکن اگر ہو تو ضروری ہے کہ وہ تمہیں مجھ سے جدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے تم آج کی رات میری سہیلیوں کے مکان میں بسر کرو۔ وہاں تمہاری اپنے گھر کی طرح خاطرداری ہوگی۔ اور رات بسر ہونے پر میں کل کسی اور عمدہ مکان کا انتظام کروں گی۔ میرا ارادہ ہے کہ موجودہ مکان چھوڑ کر کمبرلینڈ کے قریب ایک کوٹھی جس کے گرد نہایت خوشنما باغ ہے۔ کرایہ پر لے لوں۔ یہ سارے انتظامات کل یقیناً ہو جائیں گے۔ کیونکہ لندن میں روپیہ کی مدد سے ہر کام منٹوں میں کیا جا سکتا ہے"

"پیاری اماں جیسے آپ کی مرضی" اگنیس نے کہا "لیکن رات کو آپ بھی تو میرے پاس رہیں گی؟ آپ مجھے اجنبی عورتوں کے پاس چھوڑ کر چلی تو نہ جائینگی؟"

"میری عزیز۔ اگر اسی میں تمہاری خوشی ہے تو مجھے انکار نہیں" عورت نے جواب دیا "لیکن بات یہ ہے کہ جن سہیلیوں کا میں نے ذکر کیا وہ ادھیڑ عمر کی دو بہنیں ہیں۔ انہیں مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اور وہ یقیناً تمہاری پورے طور پر تواضع کریں گی۔ ان کے ہاں تم ویسے ہی محفوظ رہو گی جیسے میرے پاس رہ کر۔ اس کے علاوہ میں نے کل تک کسی اور مکان کا انتظام کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس مکان میں اسباب وغیرہ اٹھوانے اور باقی انتظامات مکمل کرنے میں بہت سا وقت صرف ہوگا۔ ایک اور وجہ میرے مکان پر واپس جانے کی یہ بھی ہے کہ مجھے ایک فیاض دوست کے خط کا انتظار ہے۔ جو ایک نہایت کشادہ دل امیر ہے۔ اور جو میرے لئے ایک اور شخص کی تلاش میں غیر معمولی سعی کر رہا ہے . . . "

"بس پیاری اماں۔ بس اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں" اگنیس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میں ہر بات میں آپ کی ہدایات اور منشاء کے مطابق عمل کرنا فرض سمجھتی ہوں۔ لیکن میں التجا کرتی ہوں کہ کل علی الصبح ضرور مجھ سے ملنے کے لئے

آیئے ۔۔۔"

حضرو نیاس کی ماں نے جواب دیا "تم نہیں جان سکتی ہو کہ تم سے علیحدہ رہ کر میری اپنی رات کس بے چینی میں بسر ہو گی۔ میں صبح سویرے ہی تم سے بغلگیر ہونے کے لئے آؤں گی۔"

جبکہ گاڑی کے اندر یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہو گیا۔ اور شفق کی روشنی بھی رات کی تاریکی میں جذب ہو گئی۔ اب گاڑی بلیک فرایرز روڈ پر چل رہی تھی۔ جس کے دونوں طرف تیز روشنی کے گیس لیمپ جلتے تھے۔ سڑک پران کی دورویہ قطار دور تک متوازی نظر آتی تھی۔ حتےٰ کہ فاصلہ پر جہاں دریائے ٹیمز پر پل بنا ہوا ہے۔ یہ دونوں قطاریں ایک دوسرے میں ملتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

بلیک فرایرز روڈ سے گذر کر گاڑی سٹیمفورڈ سٹریٹ میں داخل ہوئی۔ اور اس وقت انگینز نے اتفاقیہ طور پر بائیں کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا اس سمت میں اس بازار کے پہلے تین مکانات اس قدر شکستہ اور خراب حالت میں ہیں۔ کہ ان کی صورت دیکھ کر بے اختیار اس دوشیزہ کے دل میں خوف کا احساس پیدا ہوا۔ لیکن یہ احساس فوراً ہی رفع ہو گیا۔ جب گاڑی ایک خوشنا پختہ مکان کے سامنے ٹھیری۔

یہاں پر انگینس اور اس کی ماں دونوں اتریں۔ اور اس کے ذرا دیر بعد جب وہ مکان کے اندر ایک نشست گاہ میں پہنچ گئیں۔ تو ان شکستہ حال خوفناک صورت کے مکانوں کا خیال اس حسینہ کے دل سے محو ہو گیا۔ مکان میں دو ادھیڑ عمر کی عورتوں نے جن کی صورت سے فیاضی کا اظہار ہوتا تھا۔ جن کے اطوار پر محبت تھے۔ اور انداز تکلم عنایت آمیز۔ ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

ان بہنوں کا خاندانی نام بھتیوپالڈ تھا۔ اور فی الحقیقت وہ دونوں نہایت نیک اطوار اور خلیق عورتیں تھیں۔ انگینس کی ماں کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ محبت طریق پر اس سے بغلگیر ہونے کے لئے اٹھیں۔ اور قبل اس کے کہ انگینس کی ماں اپنی بیٹی کا ان سے تعارف کرا لی۔ انہوں نے یکایک ایک ہی خیال کے زیر اثر کہا "آہا یہی وہ عزیز لڑکی ہے جس سے ملنے کو آپ اس درجہ بے چین تھیں۔ اسکی صورت آپ کی صورت سے اس درجہ ملتی ہے کہ صاف ظاہر ہے وہ آپ ہی کی بیٹی ہے۔"

اور یہ کہہ کر وہ باری باری انگینس سے بغلگیر ہوئیں۔

بڑی مس بھتیو الڈ کو ایک طرف لے جاکر انگینس کی ماں نے کہا "میں آج رات کے لئے اپنی عزیز بیٹی کو آپ کے پاس چھوڑتی ہوں۔ بعض حالات اس قسم کے پیش آئے ہیں کہ میرا فوراً ہی مکان پر جانا ضروری ہے۔ میں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ بیز واٹر میں آپ کا خوشنما بنگلہ کرایہ پر لے لوں۔ اور کل علی الصبح میں سارا اسباب وہاں اٹھوا لے جاؤں گی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ بنگلہ اتفاق سے اس وقت خالی ہے۔"

مس بھتیو الڈ کہنے لگی "بہن مجھے بھی آپ کی خاطر سے اس بنگلہ کے خالی ہونے کی خوشی ہے۔ ہم صبح کو ایک نوکر وہاں بھیج دیں گے کہ وہ صفائی کا انتظام کرا دے۔" اور اس کے بعد اس نے حقیقی جوش مسرت سے کہا "میں سچے دل سے آپ کو مدت کی بچھڑی ہوئی بیٹی کے ملنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔"

وہ بولی "بہن آپ کو میرے انقلاب آمیز دور زندگی کے حالات اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور آپ سمجھ سکتی ہیں کہ انگینس کے مل جانے سے میرے دل مجروح کو کس درجہ تسکین حاصل ہوئی ہے۔ لیکن رات گذر رہی ہے۔ اور مجھے چونکہ سونے سے پیشتر بیز واٹر کے بنگلہ میں جانے کے سارے انتظامات مکمل کرنے ہیں۔ اس لئے میں سردست آپ سے رخصت ہوتی ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ انگینس کی طرف مڑی اور کہنے لگی "جان اور میں تمہیں اپنی ان نیک دل سہیلیوں کے پاس چھوڑتی ہوں اور مجھے کامل امید ہے کہ انکے خصائل سے واقف ہو کر تم بھی ان سے محبت کرنے لگو گی۔"

نوجوان دوشیزہ نے اس سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا "اماں جان میں ابھی سے ان سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

"الوداع! پیاری انگینس۔ کل تک الوداع! میں دوپہر کے قریب تمہیں لینے آؤں گی۔ اس اثنا میں میری دونوں عزیز سہیلیاں تمہاری خبر گیری کریں گی۔ اور ان کی زبانی تم معلوم کر سکو گی کہ جس نئے بنگلہ کا میں انتظام کر رہی ہوں وہ سر سبز سے ایک نہایت خوشنما باغ میں واقع ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہے تم اسے ہر طرح پسند کرو گی۔"

انگینس جواب تک اپنی ماں سے لپٹی ہوئی تھی۔ اور جس سے دو گھنٹے کے مختصر عرصہ میں اسے بے حد محبت ہو گئی تھی۔ کہنے لگی "پیاری اماں آپ کے ساتھ میں کہیں بھی رہوں خوش رہوں گی۔"

"خدا حافظ میری عزیز بیٹی" اس کی ماں نے پھر کہا اور اس کے بعد وہ رخصت ہوگئی
اگنیس اس کی گاڑی کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سنتی رہی حتیٰ کہ یہ آواز ان بے شمار گاڑیوں کی آمد و رفت کی آواز میں مل گئی۔ جو بازار سے گذر رہی تھیں۔ اور اس وقت اسے اپنے قلب میں غیر معمولی سردی محسوس ہونے لگی۔ طبیعت یکایک افسردہ ہوگئی۔ جذبات جو واقعات پیش آمدہ سے بھڑک چکے تھے۔ مراجعانہ اثرات کے تابع ہوکر پریشانی کا موجب بن گئے۔ اور اس نے بے اختیار رونا شروع کردیا۔

باب ۱۷۴ خوفناک رات

دونوں عورتوں نے اس حسینہ کو تسکین دینے کی کوشش کی۔ لیکن اگرچہ وہ ان کے عنایت آمیز سلوک کی قائل تھی۔ اور اسے اس بات کا بھی سخت تاسف تھا۔ مگر ان کے کہنے سے اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکی۔ تاہم اس احساس کو وہ باوجود بڑی کوشش کے نہ دبا سکی۔ کہ ماں کے رخصت ہو جانے سے اب میں پہلے سے بھی زیادہ اس دنیا میں تنہا اور بے یار و مددگار رہ گئی ہوں۔

"پیاری اگنیس رو نہیں" ڈرمس تھیوبالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس معصوم حسینہ کے نازک اور ملائم ہاتھوں کو محبت سے دبانے لگی۔

"آخر یہ رونا کس لئے؟ کل صبح تمہاری ماں تمہارے پاس آجائے گی"۔ چھوٹی بہن نے کہا "رات کے چند گھنٹے سوتے میں گذر جائیں گے۔ اور صبح تمہاری اداسی یقیناً رفع ہو جائے گی"۔

لیکن اگنیس ان کے عنایت آمیز سلوک کا تہ دل سے اعتراف کرتے ہوئے بھی اپنے رنج والم کو فرو نہ کرسکی۔ ان کی تسلیوں سے الٹا اس کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔ اور وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

اس وقت وہ بے شمار رنجدہ اور دردناک خیالات جو ابتک واقعات کی تیزی رفتار میں دبے رہے تھے تازہ ہوگئے۔ اسے اپنے والد کا حسن سلوک یاد آیا۔ اور وہ زود رنج ہدایات بھی جو اس نے فرانس کو جاتے ہوئے اسے اس بارہ میں دی تھیں۔ کہ کسی شخص

سے جس کے پاس میری لکھی ہوئی چٹھی نہ ہو ہرگز گفتگو نہ کرنا۔ اب بعد از وقت اس نے سوچا کہ میرے غائب ہو جانے کی اطلاع پاکر اسے کس درجہ رنج ہوگا۔ اور اس کے کانوں تک میرے عدم پتہ ہونے کی خبر پہنچنے سے پہلے مکان پر میری پراسرار گمشدگی کس قدر فکر و اضطراب کا موجب ثابت ہوگی۔ اپنے تصور میں اس نے دیکھا کہ نیک نہاد مسز گفرڈ اور خوبصورت جین کو میرے گم ہونے پر اتنی تشویش ہوئی۔ کہ وہ کسی طرح سکون حاصل نہیں کرسکتیں۔ لیکن ان سب باتوں سے قطع نظر خود اسے اپنے دل میں اس کارروائی پر جو اس نے جوش کی حالت میں گھر سے بھاگ آنے کے متعلق کی تھی۔ سخت تشویش محسوس ہونے لگی۔ کئی بار اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ جو کام میں نے اپنی ماں کے زیر ہدایت کیا وہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتا۔ مگر کوئی غیبی آواز رہ رہ کر اسے ملامت کرتی تھی۔ - - کوئی نامعلوم زبان بار بار اس کے کانوں میں خوفناک باتیں سنا رہی تھی۔ اب وہ بے حد خوف زدہ ہو چکی تھی۔ اور جیسا کہ قاعدہ ہے۔ اس خوف کے زیر اثر اس کا غم پہلے سے کم ہوگیا۔ مگر اس کے خیالات میں پریشانی کا عنصر غالب ہونے لگا۔ دماغ میں ان کا ایک ناقابل تشریح ہجوم تھا۔ اور اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں کسی نہایت خوفناک اور پریشان خواب سے ابھی بیدار ہوئی ہوں۔ اور اپنے منتشر خیالات کو جمع نہیں کرسکتی۔ لیکن جس طرح ابر غلیظ کے اندر سے بجلی کی چمک۔ دفعتاً فضائے آسمانی کو منور کر دیتی ہے، اسی طرح ان منتشر اور پریشان خیالات کے ہجوم میں اس کے والد کی اس ہدایت کی یاد رہ رہ کر اسے بے قرار کئے دیتی تھی کہ خبردار کسی کے دھوکے میں نہ آنا۔ دنیا میں بہت سے شریر النفس لوگ بے سمجھ اور بے خبر ہستیوں کی راہ میں دام فریب بچھائے رکھتے ہیں۔ ان سے بچے رہنے کی ہر ممکن طریق پر کوشش کرنا۔ یہ باتیں اس وقت اس کے ذہن میں تازہ ہو کر خوف کے احساس کو دوبالا کر رہی تھیں اور خوف کا یہ احساس بتدریج اس حد تک بڑھا اور اس کی روح پر اس درجہ حاوی ہوا کہ ان تمام تسلیوں کو فراموش اور نظرانداز کر کے جو دونوں نیک نہاد بہنیں اسے دے رہی تھیں۔ انکیں ورنہ ان کے روبرو دو زانو ہو کر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگی "خدا کے لئے مجھے میرے اسی مکان پر پہنچا دو۔ - میں التجا کرتی ہوں۔ مجھے وہیں چھوڑ آؤ"

ہر دو مس ہنسیولا کو دوشیزہ کی اس حرکت سے سخت تعجب ہوا لیکن بڑی بہن اسے پیار دیتے ہوئے کہنے لگی "میری عزیز لڑکی۔ تم ذرا کیوں سہی ہو؟ اور کیا باعث ہے کہ تم ہمیں چھوڑ کر

چلے جانے کے لئے بے قرار ہو۔ کیا ہم تمہاری ماں کی سہیلیاں نہیں ہیں؟ کیا تم ہمیں اپنی ماں سے کسی طرح کم قابل اعتماد سمجھتی ہو؟"

"بے شک میڈم میں جانتی ہوں آپ میری ماں کی سہیلی ہیں۔ اور آپ کو ہر طرح میری بہتری مطلوب ہے۔" اگنیس نے کسی قدر سنبھل کر کہا۔ اگرچہ اس کا خوف صرف جزوی طور پر کم ہوا تھا پوری تسکین پھر بھی نہیں ہو سکی۔

"تو پھر تم روتی کس لئے ہو؟" مس تھیوبالڈ نے اسے فرش سے اٹھا کر ایک کرسی کی طرف لے جاتے ہوئے پوچھا۔

"ہائے افسوس میں اپنے دلی خیالات کا پورے طور پر اظہار نہیں کر سکتی" غریب لڑکی نے کہا "مگر اس کے باوجود میں بہت ناخوش . . . بہت ہی خوش ہوں"

مس تھیوبالڈ کہنے لگی "میری جان ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کے واقعات نے تمہاری طبیعت میں غیر معمولی جوش اضطراب پیدا کر دیا ہے لیکن میں امید کرتی ہوں کہ رات کو آرام کرنے سے تمہارا مزاج اصلاح پذیر ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ تم جانتی ہو کہ تم ان کے زیر سایہ ہو جو تم سے تمہاری ماں کے برابر محبت کرتی ہیں۔ اور جن کے پاس رہتے ہوئے تمہیں کسی طرح کا ضرر نہیں پہنچ سکتا۔"

"لیکن میڈم میں ڈرتی ہوں۔ شاید جو کچھ مجھ سے ہوا وہ نادرست تھا" اگنیس نے کہا "وہ نہ کیا جو میرے والد کچھ اور کہتے ہیں اور اماں جان کچھ اور آہ! میں سخت ہی پریشان ہوں۔ میں نہیں جانتی۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔"

"کیا تمہیں اپنی ماں سے ملنے کی خوشی نہیں؟" چھوٹی مس تھیوبالڈ نے ملامت آمیز لہجہ میں پوچھا۔

"بے شک ہے" اگنیس نے پُرجوش لہجہ میں کہا۔ اور پھر وہ افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگی "لیکن دوسری طرف مجھے یہ خیال بھی ستا رہا ہے کہ میں اس گھر سے چوری بھاگ آئی ہوں۔ جہاں میرے مہربان باپ نے مجھے اس حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔"

دونوں بہنوں نے اب اچھی طرح سمجھ لیا کہ اس کے دل میں کس قسم کے پیچیدہ

الجھن پیدا کرنے والے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اب انہوں نے ایک دوسرے پر رنج و خوف کی نظر ڈالی۔ انہوں نے معلوم کیا کہ انجینس کے دل میں ایک طرف تو اس محبت کا تیز جذبہ ہے۔ جو اسے اپنی ماں کے ساتھ تھی۔ اور دوسری جانب اپنے باپ کی اطاعت اور شکر گذاری کا خیال۔ پس انہیں اس بات کا سخت رنج ہوا۔ کہ بعض خانہ انی حالات نے اس معصوم اور پاکیزہ لڑکی کو ایسی حالت تک پہنچایا۔ کہ وہ دونوں میں موازنہ کرنے پر مجبور ہوئی اور گو وہ اس بات کی تہ دل سے خواہشمند تھیں کہ کسی طرح یہ لڑکی اپنی ماں کے حق میں ہی فیصلہ صادر کرے۔ تاہم انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ یہ کام سخت دشوار ہے۔ اور اس کا نتیجہ سوہیوے اطمینان بخش نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود بڑی بہن نے اسے تسلی دینے کی کوشش جاری رکھتے ہوئے کہا "میری پیاری انجینس کل رات کو اس وقت سے بہت پیشتر تم اطمینان کے ساتھ اپنے نئے گھر میں آرام کر رہی ہو گی۔ بینیر واٹرس جس بنگلہ میں تمہاری ماں کا ارادہ آئندہ سکونت اختیار کرنے کا ہے۔ وہ ہمارا اپنا ہے اور میں سچ کہتی ہوں کہ وہ ایک نہایت ہی خوشنما مقام ہے۔ نہ حد سے زیادہ تنہائی میں اور نہ غیر معمولی گنجان آبادی میں۔ پھر اس کے چاروں طرف ایک نہایت خوشنما باغ ہے جس میں رنگا رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔ اس کوٹھی میں تم ہر وقت اپنی ماں کے پاس رہا کرو گی۔ جسے تم سے بے حد محبت ہے۔ آئندہ یہ ضروری نہ ہو گا کہ تمہاری زندگی کا بڑا حصہ تنہائی میں بسر ہو یا تم نوکروں کی صحبت میں رہنے پر مجبور ہو۔ کیونکہ نوکر کتنے ہی اچھے اور نیک دل ہوں۔ بہر حال ان کی رفاقت کو کوئی شخص بھی پسند نہیں کر سکتا۔"

"میڈم آپ کے الفاظ بہت تسلی بخش ہیں۔" انجینس نے سسکیاں لیتے ہوئے رک رک کر کہا۔ "لیکن میں پوچھتی ہوں آپ کو میرے سابقہ طریق زندگی کا علم کیونکر ہوا ہے؟"

مس تھیوبالڈ کہنے لگی "میں نے صرف خیال کیا تھا تمہاری زندگی اس طریق پر بسر ہوتی ہو گی۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ میرا یہ خیال غلط ثابت نہیں ہوا۔ یہ میں جانتی تھی کہ تمہارے والد کا ہر وقت تمہارے پاس رہنا عملی طور پر غیر ممکن ہے۔ وہ یقیناً تمہارے پاس صرف گاہ بگاہ آتے ہوں گے جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں کہ تمہارے وقت کا بڑا حصہ نوکروں کی صحبت ہی میں بسر ہوتا ہو گا۔"

"لیکن مسٹر ڈم کیا آپ بتا سکتی ہیں؟" مس ورن نے بھولے پن سے ایک فوری خیال کے زیر اثر پوچھا۔ "کیا آپ بتا سکتی ہیں کس لئے میرے والد مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اور والدہ اپنے پاس؟" پھر کچھ سوچکر وہ کہنے لگی "ہاں مگر اس سے بھی زیادہ دریافت طلب امر یہ ہے۔ کیا باعث میرے والدین اکٹھے نہیں رہتے! اور مجھے بھی اپنے پاس نہیں رکھتے کیونکہ میں نے آجتک جس قدر کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں . . ."

"آہ میری پیاری انجینس!" بڑی بہن نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یقیناً تم ان اسرار کو جاننے کے لئے شائق قرار نہیں ہو۔ جن میں بدنصیبی سے تمہارے والدین اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہیں۔"

"نہیں نہیں" مس ورن نے جس کی معصومیت پھر اس کے مادہ استعجاب پر غالب آچکی تھی کہا "اگر اولاد کے لئے اپنے والدین کی زندگی کے اسرار معلوم کرنا واقعی بے جا ہے تو مجھے ان سے خبردار ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور میں آپ سے تہ دل سے معافی کی خواستگار ہوں۔ کہ ذرا دیر پیشتر میں نے اس قدر جوش کا اظہار کیا . . ."

"میری عزیز ایسا ہونا قدرتی تھا" مس تھیوبالڈ کہنے لگی "اس کے لئے تمہارے واسطے عذرخواہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ شکر ہے تمہارا مزاج پھر سکون پذیر ہوا۔ یقین جانو اپنی ماں کے پاس رہ کر تم ہر طرح خوش رہو گی۔ ہم اس سے سالہا سال کی واقف ہیں اور اس سے ہمیں ویسی ہی محبت ہے جیسی کسی قریبی رشتہ دار سے ہو سکتی ہے۔ انجینس تمہیں یہ جانکر تعجب ہوگا کہ جب تم بچہ تھیں تو بارہا ہم نے تمہیں اپنی گود میں کھلایا ہے . . . بے شک تمہارے لئے یہ اطلاع باعث حیرت ثابت ہو سکتی ہے۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ میں نے اور میری بہن نے مدتوں تمہیں کھلایا اور اپنی گود میں پالا ہے"

"ایسے حالات میں میری طرف سے آپ پر بے اعتمادی کا اظہار کس درجہ ناموزوں تھا" انجینس نے سخت متاسف ہو کر کہا کیونکہ اس کی پاک روح پر ان باتوں کا غیر معمولی اثر ہوا تھا جو حقیقت میں سراسر راست بھی تھیں۔

"پیاری انجینس جو کچھ ہو چکا اس پر اظہار پشیمانی بے سود ہے" چھوٹی بہن نے اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ تم اضطراب کی حالت میں تھیں۔ اور ایسی حالت میں انسان کیا کچھ نہیں سوچتا۔ بہرحال یقین جانو کہ تمہارا مستقبل فرحت افزا ہے . . . لیکن

رات گزرتی جا رہی ہے۔ اس لئے تم کچھ کھاؤ پیو اور آرام کرو۔ کیونکہ تھکی ماندی ہو۔"

اس کے بعد اس نے جواب کا انتظار کئے بغیر گھنٹی بجائی۔ اور جب خادمہ حاضر ہوئی تو اسے کھانا لانے کا حکم دیا گیا۔ انجیلس کی بھوک سلب ہو چکی تھی۔ اور اس کی حالت اس قسم کی تھی۔ جس میں انسان کو خوراک سے کراہت ہونے لگتی ہے۔ لیکن بہنوں کے اصرار اور ان کی عنایت آمیز توجہات سے مجبور ہو کر آخرکار انجیلس ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گئی۔ اور گو اس نے کھایا پیا کچھ نہیں تو بھی ان پرمحبت بہنوں کی صحبت میں اس کی طبیعت قدرے بہل گئی۔

آخر رات کے ۱۱ بجے تھے۔ کہ دونوں بہنیں اسے اس کمرہ میں چھوڑتے گئیں۔ جو اس کی شب بسری کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور وہاں اس سے بڑی گرمجوشی سے بغل گیر ہو کر وہ اسے رات آرام میں بسر کرنے کے لئے چھوڑ آئیں۔

لیکن تنہا رہ جانے پر اس دوشیزہ کے دل میں پھر وہی ناگوار خیالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور ان سے بچنے کی خاطر اس نے جلد جلد کپڑے اتار کر سونے کی تیاری شروع کی۔ خواب گاہ میں جو دوسری منزل کے پس پشت واقع تھا۔ اس کی ضرورت کی ہر شے مہیا کر دی گئی تھی۔ اور اگر انجیلس کے خیالات اس قدر پریشان نہ ہوتے۔ اور اس کا مزاج حالت سکون میں ہوتا۔ تو وہ محسوس کرتی۔ کہ کمرہ ہر لحاظ سے آسائش دہ ہے۔ لیکن جو کچھ بھی ہو۔ اس نے چند منٹ کے عرصہ میں کپڑے اتار کر سونے کی تیاری کر لی۔ اور چونکہ وہ واقعات پیش آمدہ کی بدولت بدنی اور ذہنی طریق پر تھکی ماندی تھی۔ اس لئے خلاف امید جلدی ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔

لیکن کیا سو کر اسے چین حاصل ہو گیا؟ افسوس نہیں۔ کیونکہ خواب میں بھی وہی پریشانیاں قائم رہیں جو حالت بیداری میں تھیں۔

کیا دیکھتی ہے کہ میں اپنے باغ میں سیر کرتی پھر رہی ہوں۔ اور لارڈ ولیم ٹریولین گلی میں چلتا باغ کی طرف آ رہا ہے۔ چلتے چلتے وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور اب جو اس نے دیکھا تو وہ باغ کی روش پر اس کے پہلو میں کھڑا تھا۔ اگرچہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ وہ باڑ کو پھاند کر کس طرح داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر وہ پیچھے نہیں ہٹی۔ نہ جھجکی۔ نہ ڈری۔ اگرچہ دل میں اسے یہی محسوس ہوا کہ مجھے اس سے پرے ہٹ جانا چاہئے۔ لیکن اس کے پاؤں فرش زمین سے چپکے ہوئے تھے

"لیکن میڈم کیا آپ بتا سکتی ہیں" مس ورتن نے بھولے پن سے ایک فوری خیال کے زیرِ اثر پوچھا۔ "کیا آپ بتا سکتی ہیں کس لئے میرے والد مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اور والدہ اپنے پاس؟" پھر کچھ سوچکر وہ کہنے لگی "ہاں مگر اس سے بھی زیادہ دریافت طلب امر یہ ہے۔ کیا باعث میرے والدین اکٹھے نہیں رہتے؟ اور مجھے بھی اپنے پاس نہیں رکھتے کیونکہ میں نے آجتک جس قدر کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں . . ."

"آہ میری پیاری انگینس" بڑی بہن نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یقیناً تم ان اسرار کو جاننے کے لئے بے قرار نہیں ہو۔ جن میں بدنصیبی سے تمہارے والدین اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں؟"

"نہیں نہیں" مس ورتن نے جس کی معصومیت پھر اس کے مادہ استعجاب پر غالب آچکی تھی کہا۔ "اگر اولاد کے لئے اپنے والدین کی زندگی کے اسرار معلوم کرنا واقعی بے جا ہے تو مجھے ان سے خبردار ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور میں آپ سے تہ دل سے معافی کی خواستگار ہوں۔ کہ ذرا دیر پیشتر میں نے اس قدر جوش کا اظہار کیا . . ."

"میری عزیز ایسا ہونا قدرتی تھا" مس تھیوبالڈ کہنے لگی "اس کے لئے تمہارے واسطے عذرخواہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ شکر ہے تمہارا مزاج پھر سکون پذیر ہوا۔ یقین جانو اپنی ماں کے پاس رہ کر تم ہر طرح خوش رہوگی۔ ہم اس سے سالہا سال کی واقف ہیں اور اس سے ہمیں ویسی ہی محبت ہے جیسی کسی قریبی رشتہ دار سے ہو سکتی ہے۔ انگینس تمہیں یہ جانکر تعجب ہوگا کہ جب تم بچہ تھیں تو بارہا ہم نے تمہیں اپنی گود میں کھلایا ہے . . . بے شک تمہارے لئے یہ اطلاع باعث حیرت ثابت ہو سکتی ہے۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ میں نے اور میری بہن نے مدتوں تمہیں کھلایا اور اپنی گود میں پالا ہے"

"ایسے حالات میں میری طرف سے آپ پر بے اعتمادی کا اظہار کس درجہ ناموزوں تھا" انگینس نے سخت متاسف ہو کر کہا کیونکہ اس کی پاک روح پر ان باتوں کا غیر معمولی اثر ہوا تھا جو حقیقت میں سراسر راست بھی تھیں۔

"پیاری انگینس جو کچھ ہو چکا اس پر اظہار پشیمانی بے سود ہے" چھوٹی بہن نے کہا "میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ تم اضطراب کی حالت میں تھیں۔ اور ایسی حالت میں انسان کیا کچھ نہیں سوچتا۔ بہرحال یقین جانو کہ تمہارا مستقبل فرحت افزا ہے . . . لیکن

رات گزرتی جارہی ہے۔ اس لئے تم کچھ کھاؤ پیو اور آرام کرو۔ کیونکہ تھکی ماندی ہو۔"

اس کے بعد اس نے جواب کا انتظار کئے بغیر گھنٹی بجائی۔ اور جب خادمہ حاضر ہوئی تو اسے کھانا لانے کا حکم دیا گیا۔ انجینس کی بھوک سلب ہو چکی تھی۔ اور اس کی حالت اس قسم کی تھی جس میں انسان کو خوراک سے کراہت ہونے لگتی ہے۔ لیکن بہنوں کے اصرار اور ان کی عنایت آمیز توجہات سے مجبور ہو کر آخر کار انجینس ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گئی۔ اور گو اس نے کھایا پیا کچھ نہیں تو بھی ان پر محبت بہنوں کی صحبت میں اس کی طبیعت قدرے بہل گئی۔

آخر رات کے ۱۱ بجے تھے۔ کہ دونوں بہنیں اسے اس کمرہ میں چھوڑنے گئیں۔ جو اس کی شب بسری کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور وہاں اس سے بڑی گرمجوشی سے بغل گیر ہو کر وہ اسے رات آرام میں بسر کرنے کے لئے چھوڑ آئیں۔

لیکن تنہا رہ جانے پر اس دوشیزہ کے دل میں پھر وہی ناگوار خیالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور ان سے بچنے کی خاطر اس نے جلد جلد کپڑے اتار کر سونے کی تیاری شروع کی۔ خوابگاہ میں جو دوسری منزل کے پس پشت واقع تھا۔ اس کی ضرورت کی ہر شے مہیا کر دی گئی تھی۔ اور اگر انجینس ورنن کے خیالات اس قدر پریشان نہ ہوتے۔ اور اس کا مزاج حالت سکون میں ہوتا۔ تو وہ محسوس کرتی۔ کہ کمرہ ہر لحاظ سے آسائش دہ ہے۔ لیکن جو کچھ بھی ہو۔ اس نے چند منٹ کے عرصہ میں کپڑے اتار کر سونے کی تیاری کر لی۔ اور چونکہ وہ واقعات پیش آمدہ کی بدولت بدنی اور ذہنی طریق پر تھکی ماندی تھی۔ اس لئے خلاف امید جلدی ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔

لیکن کیا سو کر اسے چین حاصل ہو گیا؟ افسوس نہیں۔ کیونکہ خواب میں بھی وہی پریشانیاں قائم رہیں جو حالت بیداری میں تھیں۔

کیا دیکھتی ہے کہ میں اپنے باغ میں سیر کرتی پھر رہی ہوں۔ اور لارڈ ولیم ٹریویلین گلی میں چلتا ہوا اس کی طرف آ رہا ہے۔ چلتے چلتے وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور اب جو اس نے دیکھا تو وہ باغ کی روش پر اس کے پہلو میں کھڑا تھا۔ اگرچہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ وہ باڑ کو پھاند کر کس طرح داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر وہ پیچھے نہیں ہٹی۔ نہ جھجکی۔ نہ ڈری۔ اگرچہ دل میں اسے یہی محسوس ہوا مجھے اس سے پرے ہٹ جانا چاہئے۔ لیکن اس کے پاؤں فرش زمین سے چمٹے ہوئے تھے

باوجود کوشش کے وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکی۔ اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر پھر بھی اس نامعلوم اثر سے جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ پر جمی کھڑی رہی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچا۔ یکایک اس نوجوان انگریز نے اس سے مخاطب ہو کر اس قسم کی باتیں شروع کیں جیسی اس کے خط میں درج تھیں۔ اس نے اپنی نگاہیں جھکا لیں۔ اسے اپنے چہرہ پر شرم کی سرخی پھیلتی محسوس ہوئی۔ اور اس احساس کے باوجود کہ مجھے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ وہ ایک ناقابل فہم مسرت کے زیر اثر اس کی باتیں سنتی رہی۔ لارڈ ولیم نے اس سے باصرار یہ سوال کیا کہ میں آئندہ بھی تم سے ملنے آیا کروں۔ اور وہ ہاں کہنے سے پہلے شرماتی لجاتی ہوئی اپنی آنکھیں اس کے چہرہ کی طرف اٹھا کر یہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ ان میں کس درجہ صداقت کی جھلک موجود ہے "بہت اچھا" کا جملہ اس کی نوک زبان پر تھا کہ کیا دیکھتی ہے۔ یکایک اس کی صورت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہو گئی۔ لارڈ ولیم کے خوشنما چہرہ پر جھریاں نمودار ہونے لگیں۔ خط و خال بگڑ کر خوفناک ہو گئے۔ کپڑوں کی صورت بدل گئی۔ اور اب جو اس نے نظر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ شکیل اور خوبصورت لارڈ ولیم کی بجائے ایک خوفناک صورت کی عورت اس کے سامنے کھڑی ہے۔ جسے پہچانا تو معلوم ہوا مسز مارٹیمر ہے۔ اگنیس نے زور سے چیخ مارنے کی کوشش کی۔ لیکن آواز منہ سے نہ نکل سکی۔ ہونٹ کسی سحری اثر سے بند کے بند رہ گئے۔ اور یہ سارا عرصہ اس خوفناک بڑھیا کی آنکھیں کینہ آمیز طریق پر اس کی طرف گھورتی رہیں۔ دوشیزہ کو مارے خوف کے ایسا معلوم ہوا کہ میں زمین کے اندر دھنسی جا رہی ہوں۔ مگر یکایک یہ تمام نظارہ بالکل ہی بدل گیا۔ اور معلوم ہوا کہ میں اپنے مکان میں والد کے پاس بیٹھی ہوں۔

یہ دوسرا خواب اس غریب کے لئے پہلے سے بھی زیادہ پریشان کن ثابت ہوا۔

ایسا معلوم ہوا کہ والد مجھ سے سخت ناراض ہیں۔ اور مجھے نافرمانی کی وجہ سے ملامت کر رہے ہیں پہلے وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ مجھ سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے میں نشانۂ عتاب بن رہی ہوں۔ خصوصاً اس لئے کہ ان کا سلوک آج تک مجھ سے انتہا درجہ عنایت آمیز رہا ہے۔ لیکن پھر اس نے محسوس کیا۔ کہ میں ان کی ہدایات کو نظر انداز کر کے غیروں کو مکان پر آنے کا موقعہ دیتی رہی ہوں۔ دفعتاً اس نظارہ میں ایک اور تبدیلی واقع ہوئی۔ اور اس دیکھا کہ والد مسز مارٹیمر کے ساتھ زور سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ اس وقت اس بڑھیا کا چہرہ سے بھی زیادہ خوفناک تھا۔ اگنیس یہ جاننے سے قاصر تھی کہ جھگڑا کس بات پر

مادٹیر کیونکر مکان کے اندر داخل ہوئی۔ بہرحال وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اور جھگڑا دھم ہیم پڑ رہا تھا۔ انجام کار وہ بڑھیا وہاں سے رخصت ہوگئی لیکن دروازہ سے نکلنے سے پیشتر اس نے پیچھے مڑکر انجیس کی طرف ایک ایسی قہر آلود کینہ آمیز نظر ڈالی کہ دوشیزہ کے منہ سے ضرور چیخ نکل جاتی۔ اگر اس کے لب کسی پراسرار اثر کی وجہ سے بستہ نہ ہوتے۔ بڑھیا کے چلے جانے پر مسٹر ورتن نے پھر اسے ملامت شروع کر دی۔ وہ اس کے روبرو دوزانو ہوکر رحم کی ملتجی ہوئی۔ لیکن اس نے حقارت سے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اسے نافرماں بردار اور ناشکر گذار کہہ کر زجر و توبیخ کی۔ اور بڑی سنجیدگی سے کہا کہ یاد رکھو اس طرح اجنبی شخصوں پر اعتماد کر کے تم ضرور کوئی آفت مول لوگی۔ وہ اس بات کا وعدہ کرنے کو تھی۔ کہ میں آئندہ کبھی آپ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کروں گی۔ کہ اتنے میں ایک تیسرا شخص وہاں آموجود ہوا۔ یہ اس کی ماں تھی!

اب اس کے خواب نے ایک اور صورت اختیار کی لیکن اس سلسلہ کا یہ تیسرا خواب پہلے دو سے بھی زیادہ بے چین کرنے والا تھا۔

اس نے دیکھا کہ میری ماں بمنت اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کرتی ہے۔ اور میری حالت . . جیسا کہ عموماً ایسے موقعوں پر ہوا کرتا ہے . . . اس لئے سخت پریشان کن ہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا میں والد کے پاس رہوں یا ماں کے ساتھ جاؤں۔ ایک طرف اس کا باپ یاد دلا رہا تھا کہ میں نے آج تک تمہاری آسائش اور بہتری کا ہر ممکن انتظام کیا۔ تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ دوسری جانب ماں اپنی حالت زار کا ذکر کر کے کہتی تھی کہ اپنی تنہائی میں مجھے سب سے زیادہ تمہاری ہی رفاقت اور محبت کی ضرورت ہے دائیں جانب باپ کھڑا تھا جس کے پاس وہ اس وقت سے رہتی تھی جب سے اس نے ہوش سنبھالا۔ بائیں جانب ماں تھی جس کی صورت سے وہ اول مرتبہ شناسا ہوئی۔ اول الذکر کی صورت پر یاس والم کے آثار نمودار تھے۔ اور آخر الذکر کے چہرہ پر آنسو بہ رہے تھے۔ اور فکر و پریشانی انتہائی حالت میں نظر آتی تھی۔ اس نظارہ کا انجیس پر بہت ہی اثر ہوا۔ طبیعت سخت مضطرب ہونے لگی۔ مگر اس کے باوجود ہوئی یہ ہوا کہ کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور کرنا چاہئے۔ خواہ وہ ایک فریق کے حق میں ہی ہو۔ ... کرلے۔ اس نے والد کی طرف رخ کیا۔ اور اس نے اسے ملنے کو بازو پھیلا

اس کے چہرہ پر انتہائی پریشانی کی علامات نمودار ہوئیں۔ اور وہ اسے زبان حال سے یہ کہتا معلوم ہوا کہ اگر تم مجھے چھوڑ کے چلی جاؤ گی۔ تو میرا کہیں ٹھکانا نہیں۔ زمین پر اور آسمان کے نیچے تمہاری ہی ذات سے میری تمام وابستگی ہے پھر اس نے ماں کی طرف دیکھا اور چاہا کہ اسے الوداع کہے۔ پر معلوم ہوا کہ وہ ہاتھ جوڑے دوزانو بیٹھی ہے۔ اور اس کے زرد۔ خوشنما چہرہ کے آثار سے ظاہر ہے کہ ہاں یا نہ کا لفظ اس کے لئے زندگی اور موت کے فتوے کے برابر اہمیت رکھتا ہے۔ انگیس ماں کی اس دردناک التجا سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اور بے اختیار اس کی چھاتی سے لپٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے باپ نے زور کی چیخ ماری۔ اور انگیس چونک کر بیدار ہو گئی اس کا سارا بدن کانپ اور دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔

چند منٹ کے لئے . . . مگر نہیں چند منٹ بہت ہوتے ہیں۔ صرف ایک منٹ کے لئے وہ اسی حالت میں چارپائی پر لیٹی اپنے خیالات کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ حیران تھی کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ خواب تھا یا بیداری آخر محسوس کیا کہ یہ سب محض ایک خواب تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی "اُف میں اس اذیت کو برداشت نہیں کر سکتی"

اور اب رفتہ رفتہ اسے یاد آیا کہ میں کہاں ہوں اور کیوں یہاں آئی ہوں۔ اسے یاد آیا کہ میں اس مکان سے جہاں میں عرصہ دراز تک والد کے پاس رہی۔ ان کی عدم حاضری میں بغیر اطلاع دیئے چلی آئی ہوں۔ اور والد مجھے ایک نامعلوم مکان میں نامعلوم عورتوں کے پاس چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اور یہ کہ میرے فرار کی خبر پاکر مسز گفرڈ فوراً اس کی اطلاع پیرس میں والد کو بھیجے گی۔

ان خیالات کے زیر اثر حسین دوشیزہ کے دماغ میں چکر آنے لگا۔ اور عین اس وقت جب کہ اسے اپنے حواس جواب دیتے معلوم ہونے تھے۔ بلیک فرایر زروڈ میں کرائسٹ چرچ کے گرجا نے ایک بجایا۔

انگیس ورنن کے مختل دماغ کو آدھی رات کی خاموشی میں وہ آواز اس طرح گونجتی اور گرجتی ہوئی سنائی دی۔ گویا قدرت اپنی زبان سے اسے خبردار کر رہی ہے اعصاب میں پہلے ہی کشیدگی پیدا ہو چکی تھی۔ اب ناقابل بیان پریشانی کی حالت

وہ چارپائی سے اٹھ کے کھڑی ہوگئی۔

شمع کو روشن کرنا دشوار نہ تھا۔کیونکہ موم بتی چارپائی کے قریب رکھی ہوئی تھی۔

لیکن اس کی دہشت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ دیا سلائی جلانے ہی اس نے خوف زدہ ہوکر کمرہ میں ادھر ادھر اس انداز سے دیکھا گویا ڈرتی تھی۔ کوئی خوفناک صورت کسی کونے میں نظر نہ آجائے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ فطرتاً ڈرپوک تھی۔ بالکل نہیں اپنی معصومیت اور پاکبازی کی باخبری میں وہ عام حالات میں بالکل بےخوف رہا کرتی تھی۔ لیکن اس وقت اس کے سینہ میں جذبات کا ہجوم تھا۔ اعصاب انتہائی کشیدگی کی حالت میں تھے۔ اپنے احساسات پر مطلق قابو نہ تھا۔ اور تمام تر خیالات مختل اور غیر معین ہو چکے تھے۔

ہاں ایک خیال ان سارے خیالات پر حاوی تھا یعنی یہ کہ جس طرح بھی ممکن ہو . . . چاہے جو خطرہ پیش آئے ۔ مجھے یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے۔ اس کے لئے اس چارپائی پر دوبارہ لیٹنا قطعاً غیر ممکن تھا جس پر سو کر اس نے ایسے خوفناک اور روح فرسا خواب دیکھے۔ اور ایک اجنبی مکان میں اجنبی عورتوں کے پاس رہ کر پہاڑ سی رات آنکھوں میں کاٹنا بجائے خود ناممکن العمل تھا۔ نہیں! اس نے سوچا جس طرح بھی ہو مجھے اسی قدیم مکان پر جانا چاہیئے۔ اسی مکان میں جہاں مدت دراز تک میں والدہ کے پاس آرام و آسایش کی زندگی بسر کرتی رہی۔ لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو۔ میں واپس اسی مکان میں پہنچ جاؤں۔ کہ مسز گفرڈ میرے فرار کی اطلاع والدہ کو نہ بھیجدے۔

لیکن میری ماں! اگر میں اسکی بےخبری میں چلی گئی تو وہ کیا سمجھے گی؟ مگر نہیں میں اس وقت یہاں نہیں ٹھیر سکتی۔ میں پھر اس سے ملکر سارے حالات بیان کردوں گی۔ اور کون کہہ سکتا ہے اس طرح پر کوئی ایسا انتظام ہو جائے جو سب فریقوں کے لئے موجب اطمینان ہو۔ سر دست مجھے بہرحال یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ لازم ہے کہ میں پھر اپنے مکان پر پہنچ جاؤں۔ یہاں میرا ایک گھنٹہ . . . ایک منٹ کے لئے بھی ٹھیرنا قطعاً غیر ممکن ہے۔

یہ تمام خیالات . . . بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان خیالات کی جھلک بجلی کی تیزی رفتار سے اس کے ذہن میں پیدا ہوئی۔ جھلک اس لئے کہ حقیقتاً اس نہایت مختصر عرصہ میں،

هوئی۔ نقل کرنا

جو تصورات یکے بعد دیگرے اس کے قلب پر اثر انداز ہوئے۔ وہ صحیح معنوں میں خیالات کے نام سے موسوم نہیں کئے جا سکتے۔ اس نے جلد جلد کپڑے پہننے شروع کئے اور تین منٹ کے عرصہ میں ان سب کو پہن لیا۔ ٹوپی نچلی منزل پر نشستگاہ میں تھی۔ مگر اس نے سوچا میں اسے جاتے جاتے لے لوں گی۔ یا اگر ٹوپی کے بغیر جانا پڑا۔ تو بھی کیا حرج ہے۔ مجھے یہاں سے چلے ضرور جانا چاہیئے۔ اگر راستہ میں کوئی گاڑی مل گئی تو بہتر۔ ورنہ میں پوچھتے پوچھتے گھر پہنچ جاؤنگی۔ حقیقت یہ ہے کہ انگیس اس وقت اس حالت میں تھی جب انسان ہر مشکل سے مشکل کام کو آسان تصور کرنے لگتا ہے۔ وہ سخت اضطراب میں تھی صرف ایک خیال اس کے سارے خیالات پر غالب تھا۔ کہ کسی طرح اس مکان سے چلی جاؤں۔ یہ خیال کیوں اس کے دل میں پیدا ہوا؟ اس پر نہ اس نے غور کیا۔ اور نہ غور کرنا ضروری سمجھا۔ کوئی ناقابل فہم۔ ناقابل شکست ترغیب اُسے گھر سے نکل جانے پر اکسا رہی تھی اس کے افعال کی تیزی کسی طرح اس کی دماغ کی تیزی سے کم نہ تھی۔

سوتے وقت اس نے بالوں کو کھول کیا تھا۔ اور اب وہ اسی طرح کھلے ہوئے اُسکے شانوں پر لہرا رہے تھے۔ ایک لمحہ کے لئے وہ ان کا جوڑا باندھنے کے لئے رکی اور اس کے بعد شمع ہاتھ میں لیکر دبے پاؤں سیڑھیوں سے اُترنے لگی۔ گھر میں ہر طرف سناٹا تھا۔ ایک ایسی خموشی جسے اُسکی قدموں کی چاپ بھی دور نہ کر سکی طاری تھی۔

اس خوف زدہ . . . نیم دیوانی لڑکی کے سوا گھر کے سب آدمی سو رہے تھے۔

اسی حالت میں وہ مکان کے ہال میں پہنچی۔ اور نشستگاہ سے ٹوپی اٹھانے کے لئے اس طرف کو بڑھی۔ لیکن معلوم ہوا دروازہ بند ہے۔ اور اب اُسے یاد آیا۔ کہ رات یہاں سے نکلتے وقت دروازہ بند کر کے مس تھیوبالڈ نے کنجی اپنے پاس رکھ لی تھی۔

لیکن ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ انگیس کو ٹوپی اوڑھنے کی پروا نہ تھی۔ اس لئے اس معاملہ پر دوبارہ غور کرنے کے بغیر وہ صدر دروازہ کی طرف بڑھی۔ مگر یہاں اسکے لئے ایک اور وجہ یاس موجود تھی۔ کیونکہ یہ دروازہ بھی بند اور مقفل تھا

دوشیزہ کے زرد چہرے پر سخت پریشانی کی علامات نمودار ہوئیں۔ ایسی جو کبھی اس خوشنما چہرہ پہ نہیں دیکھی گئی تھیں۔ لیکن اس کے لمحہ بھر بعد علامات یاس کی بجائے امید اور خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ اُسے یاد آیا۔ میں نے چاند کی روشنی میں اپنی خوابگاہ کی کھڑکی

سے دیکھا تو معلوم ہوا تھا کہ مکان کے عقب میں ایک کھلا صحن ہے ممکن ہے اس طرف سے باہر نکلنے کا راستہ مل جائے۔

اسی طرح بڑی احتیاط سے پاؤں رکھتی جس طرح پہلے اُتری تھی۔ وہ اس زینہ پر چلنے لگی جو باورچیخانہ کی طرف اُترتا تھا۔ کیونکہ باورچیخانہ سطح زمین سے نشیب میں واقع تھا۔ اور وہاں پہنچکر اس نے عقبی دروازہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صرف کُنڈی لگی ہے۔

اب باہر نکل جانا بالکل آسان تھا۔ اس نے سوچا خواہ مجھے آگے چل کر دیوار پھاندنی پڑے۔ خواہ ہمسایہ کے مکان میں ہی اُترجانا پڑے بہر حال یہاں سے ضرور نکل جاؤنگی۔ نتائج کی اُسے پروا نہ تھی۔ وہ جوش اضطراب جواب تک اُسے آگے چلنے پر اکساتا رہا تھا۔ اب حد انتہا تک پہنچ گیا۔

شمع کو گل کر کے اس نے مکان ہی میں چھوڑا۔ اور خود صحن میں نکل آئی۔

رات کی سرد ہوا اس کے رخساروں کو چھوتی ہوئی گذری تو اُسے معلوم ہوا وہ میرے لئے آزادی کا پیغام لا رہی ہے۔ اس سے اس کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔

چاند پوری تیزی سے چمک رہا تھا۔ اُسکی روشنی میں سامنے دیکھا تو ان شکستہ مکانات کا عقبی حصہ نظر آیا۔ جو اس وقت جب سر شام وہ گاڑی میں اپنی ماں کے ساتھ اس بازار میں داخل ہوئی۔ تو اُسے بہرے پر نظر آئے تھے۔ اور جن کی شکستہ حالی اس وقت اُسے خوفزدہ کرنے کا موجب ہوئی تھی۔

صحن سے نکلنے کی فقط ایک راہ تھی یعنی اس نشیب دیوار کو پھاند کر جو تینوں کی طرف بنی ہوئی تھی۔

مگر انگینس نے ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ ایک طرف پانی کا نل اس طرح دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا کہ اس پر قدم رکھ کر وہ دیوار پر چڑھ سکتی تھی۔ اور اب دیکھئے کہ وہ حسینہ کسی جنگلی پری کے انداز سے پھرتی کے ساتھ دیوار پر چڑھ کر ساتھ والے شکستہ مکان کے عقبی صحن میں کودتی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتی ہے اس غیر آباد مکان کی راہ سے باہر نکل جانا یقیناً سہل ہے۔

چاند کی بکھری ہوئی روشنی غیر آباد عمارت کی تاریک دیواروں پر پڑ رہی ہے اور ان کی کھڑکیوں کے ٹوٹے ہوئے شکستہ اور سیاہی مائل شیشے اسکی روپہلی چاندنی کے مقابلہ میں عجیب خوفناک

صورت پیش کرتے ہیں۔ عقبی دروازہ کو جس طرح ہوا کے جھونکوں نے نیم وا کر دیا تھا اسی طرح کھُلا ہوا ہے اور باورچیخانہ کی کھڑکیوں کی سلاخیں زنگ آلود نظر آتی ہیں۔ صحن میں بجائے خود لمبی گھاس اُگی ہوئی ہے۔ جو ٹخنوں سے اوپر تک پہنچتی ہے۔ فرش بھی ناہموار اور کھردرا ہے۔ ادھر ادھر شکستہ اینٹیں اور ٹوٹی ہوئی بوتلیں پڑی ہیں جن کی وجہ سے چلنا بھی دشوار نظر آتا ہے۔

مجموعی طور پر مکان کی تباہ حال صورت۔ اس کے صحن کی خراب حالی۔ اور اس قطعۂ زمین کی بربادی جو کسی زمانہ میں ایک مختصر باغ کی صورت رکھتا تھا۔ ایک نہایت ہی افسردہ کن نظارہ پیش کرتی تھی۔ اور اول مرتبہ جب اس دوشیزہ نے جو آدھی رات کے وقت یہاں پہنچی یہ سب کچھ دیکھا تو اس کے دل میں اسقدر ہیبت کا احساس پیدا ہوا۔ کہ ایک بار وہ بھی باوجود اس غیر معمولی جوش وحشت کے جو اسے آگے اُکسا رہا تھا عقبی دروازہ کے قریب پہنچکر اندر قدم رکھنے سے جھجکی۔ اس وقت اسکی صورت کسی جوان لڑکی کی روح سے مشابہ تھی۔ جسے کسی زمانہ میں اس تاریک قبر نما مکان میں قتل کر دیا گیا ہو۔ اور جس کی بیقرار روح پھر ایک بار نصف شب کی خموشی میں اس مقام کو دیکھنے آئی ہو۔ جہاں اس کا خون بہایا گیا۔ اور جہاں اس کی مقتول لاش کو بے گور و کفن سپرد خاک کر دیا گیا۔ بے شک اس کا زرد چہرہ۔ اس کا سپید لباس۔ جو چاند کی چاندنی میں اور زیادہ سپید نظر آتا تھا۔ اس کے لمبے سیاہ بال جو دیوار پھاندتے وقت کھُل کر پھر شانوں پر لہرانے لگے تھے۔ یہ سب چیزیں اور ان کا مجموعہ اسے ایک مجسم ہستی کی بجائے کسی آتشی روح کی صورت دے رہا تھا۔

ہم لکھ رہے تھے کہ شکستہ حال مکان کے عقبی دروازہ کے پاس پہنچکر وہ ایک لمحہ کے لئے رُک گئی۔ کیونکہ چاروں طرف خوفناک سناٹا تھا۔ مکان کے اندر قبر نما خاموشی طاری تھی لیکن اس جوش وحشت نے جو اسے کشاں کشاں یہاں تک لایا تھا۔ پھر غلبہ کیا اور نیم وا دروازہ کو کھول کر وہ شکستہ مکان کے اندر داخل ہو گئی۔

لیکن جس وقت اس نے چاند کی نکھری ہوئی روشنی سے اس خوفناک مکان کی ہیبت بخش تاریکی میں قدم رکھا۔ تو اس کا دل بے اختیار پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے باوجود اس نے اپنے خوف کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے اندر قدم رکھا اور تاریکی میں راستہ ٹٹولنے کی غرض سے ادھر ادھر بازو پھیلائے۔

اس کا دایاں ہاتھ زینہ کے چوبی سہارے کو لگا۔ جو ڈھیلا اور شکستہ تھا۔ اور جسے اس

نے پکڑا تو اسے کھڑکھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ لیکن یہ جان کر کہ راہ فرار اب سامنے ہے اُسے حوصلہ اور قوت محسوس ہونے لگی۔ مگر پہلا قدم زینہ پر رکھنے کو تھی کہ یک بیک عین بالمقابل ایک دروازہ کھلا۔ روشنی نمودار ہوئی اور جلتی ہوئی شمع کے اُجالے میں اسے ایک ایسا خوفناک اور اتنا بدصورت چہرہ دکھائی دیا۔ کہ چند منٹ کے لئے ایگنس خوف سے دم بخود۔ رعشہ براندام اور بے حرکت اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی۔

مگر دوسری طرف اس چہرہ کی آنکھیں بجائے خود انتہا درجہ کا توحش ظاہر کرتی تھیں۔ تھوڑی دیر یہ اس کی طرف اور وہ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اور اس کے بعد ایگنس کو ایک خوف زدہ گلوگیر آواز سنائی دی۔ "بھوت!" "بھوت!" اس کے ساتھ ہی شمع فرش زمین پر گر کر بجھ گئی۔

ایگنس کے اپنے منہ سے ایک جگر دوز چیخ نکلی۔ اور وہ بیہوش ہو کر وہیں زینہ کے پائمان پر گر پڑی۔

باب ۱۷۵ بھوتوں والا مکان۔ پہلا نظارہ

واقعہ پیش آمدہ کی توضیح کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی داستان کا سلسلہ پھر ایک بار کچھ عرصہ پہلے سے شروع کریں۔

سٹیمفورڈ سٹریٹ اور بلیک فرایرز روڈ کے مقام اتصال پر تین شکستہ اور تباہ حال مکانات واقع ہیں۔ جن کی ظاہری صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں کبھی آگ لگی تھی اور اس سے یہ حالت ہو گئی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ سب اثرات زمانہ اور اس بات کا نتیجہ ہے۔ کہ کوئی ان کا خبر گیراں نہیں۔ دیواریں گرد و غبار اور آندھی بارش کی وجہ سے سیاہ ہو گئی ہیں۔ اور کھڑکیوں کی حالت دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے۔ ان کا ہر ایک شیشہ جداگانہ طور پر آوارہ گرد لڑکوں یا شریر النفس لوگوں نے راہ چلتے پتھر مار کر توڑا ہے۔ بعض حصوں میں شیشہ کے جو ٹکڑے باقی ہیں۔ ان کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شفافی ان میں کبھی موجود ہی نہ تھی۔ بلکہ انہیں تیاری کے وقت ہی سیاہ بنایا گیا تھا۔ پھر جھلملی جو کئی مقامات پر لگی ہوئی ہے۔ وہ اتنی سیاہ ہے۔ گویا کسی کارخانہ یا دخانی جہاز کے دودکش سے دھُواں نکل نکل کر اسے اپنی رنگت دیتا رہا ہو۔

گذشتہ ۲۰ سال سے یہ تینوں مکانات اسی کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں ۔ اور قریباً ربع صدی کے عرصہ میں بربادی اور زوال ان میں اپنے اثرات نمایاں کرتے رہے ہیں ۔ یہ بات کہ کبھی ان مکانات میں بھی لوگ بستے تھے اس طرح ثابت ہوتی ہے ۔ کہ ان جھلملیوں کو کھولنے کے لئے جن رسیوں سے کام لیا جاتا تھا ۔ وہ اب تک موجود ہیں ۔ اگرچہ مرور زمانہ سے ان کی رنگت دکھائی نہیں دیتی ۔ بعض جھلملیاں کھلی ہیں اور بعض بند ۔ مگر سب کی سب اسقدر سیاہ ہیں کہ بادی النظر میں کسی کو اس کا یقین نہیں ہوسکتا ۔ کہ ان کی رنگت کبھی سپید ہوا کرتی تھی ۔ یہ باتیں کہ کبھی ان مکانوں میں بھی ہمارے جیسے لوگ آباد تھے ۔ ان کے آتشدانوں میں بھی خوشگوار آگ جلتی تھی ان کی کھڑکیوں سے بھی روشنی کی شعاعیں نمودار ہوتی تھیں اور خوش و خورم بچوں کی ہنسی قہقہہ کی آوازیں کبھی ان مکانات کے اندر بھی گونجتی تھیں ۔ انکی ظاہری صورت کو دیکھنے کے بعد ہر شخص کے دل میں سخت رنج و افسوس پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں ۔

تینوں مکان اس وقت بربادی کی حالت میں ہیں اور ان کا وجود اس تمام بازار کے لئے باعث مذمت ہے ۔ ان کی صورت مجموعی طور پر ایسی ہے کہ کتنے ہی مضبوط دل کا آدمی ہو ۔ انہیں دیکھکر اسے افسردگی محسوس ہونا قدرتی سمجھا جاسکتا ہے ۔

باہر دیہات میں یا کسی پہاڑی کی چوٹی پر کسی عمارت کے کھنڈر موجود ہوں تو انہیں دیکھ کر دل میں رنج و یاس کی بجائے فرحت کا احساس پیدا ہوتا ہے ۔ کیونکہ ان کی شکستہ دیواروں پر کائی اُگنے لگتی ہے ۔ آس پاس جھاڑیوں اور پھولوں کے اُگ آنے سے ان کی تباہ حالی ایک دلفریبی اختیار کرلیتی ہے ۔ لیکن جس وقت موسم گرما میں آفتاب کی طلائی کرنیں کسی آباد شہر کے وسط میں کسی شکستہ مکان کی سیاہ دیواروں اور ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں تک پہنچتی ہیں ... اس مکان کی دیواروں اور کھڑکیوں پر جس کے آس پاس کئی اور آباد مکانات واقع ہوں ۔ تو اس کا اثر حد درجہ خوفناک اور یاس آمیز ہوتا ہے ۔

ایسا ہی اثر ان تین مکانوں کو دیکھ کر دل پر ہوتا ہے جو سٹیمفورڈ سٹریٹ میں واقع ہیں اس میں شک نہیں یہ بازار بجائے خود زیادہ بارونق نہیں ہے بخلاف ازیں وہ تمام سڑک جو بلیک فرائرز روڈ اور واٹرلو روڈ کے درمیان واقع ہے ۔ دیکھنے میں نہایت تاریک اور ناخوشگوار ہے ۔ تمام مکانات کی دیواریں تاریک اور کھڑکیاں اس سامان دلفریبی سے محروم ہیں ۔ جو ان مکانات کی خصوصیت سمجھا جاتا ہے جس میں امرا آباد ہوں ۔ یہ کسی کو

کے اندر اس قسم کے خوش رنگ پردے نظر آتے ہیں، جو فیشنیبل حصہ شہر کے مکانات کا لازمہ ہیں۔ یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن اگر کسی بارونق بازار میں انتہائی بے رونقی کا کوئی مقام ہو سکتا ہے۔ تو یقیناً یہی مکانات ایسے ہیں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔

سیٹمفورڈ سٹریٹ کے باشندوں کی عام حالت یہ ہے کہ ان کا کوئی مکان یا حصہ مکان خالی ہو تو وہ بغیر کسی جانچ پڑتال کے ہر شخص کو جو کرایہ دار کی حیثیت میں اُن کے پاس جائے دینے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کرایہ داروں کی کمی کا ثبوت ان بے شمار اشتہاروں سے مل سکتا ہے۔ جو اس بازار کے مکانوں کی کھڑکیوں میں بدیں مطلب آویزاں نظر آتے ہیں کہ "یہ مکان معہ ساز و سامان کرایہ کے لئے خالی ہے۔"

بات میں بات نکل آتی ہے۔ کوئی شخص ان اشتہاروں کو نظر غور سے دیکھے تو ان کا مطالعہ بجائے خود دلچسپی سے خالی نہیں ہوتا۔ کہیں تو اس قسم کے اشتہارات نفیس زنانہ خط میں اس قدر باریک لفظوں میں لکھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ پڑھنے والے کو ان کا مضمون جاننے کے لئے بالکل قریب پہنچنا پڑتا ہے۔ اور کئی ایسے بھی ہیں کہ حروف موٹے خط بھدا اور چھوٹے سے چھوٹے لفظ کے ہجے بھی غلط نظر آتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض مقامات پر چھپے ہوئے اشتہارات بھی چسپاں دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی نسبت یہ جاننا دشوار نہیں۔ کہ مالک مکان نے انہیں بازار نیوکٹ میں پسل کی دوکان سے خرید کے چسپاں کیا ہے۔

مختصر یہ کہ اس بازار میں نصف سے زیادہ مکان ہر وقت کرایہ کے لئے خالی نظر آتے ہیں۔ اور جن میں لوگ آباد ہیں ان میں بھی مالکوں کو کرایہ داروں سے کرایہ وصول کرنے میں کچھ کم دقت کا سامنا نہیں ہوتا۔ کبھی آپ کا صبح سویرے یا گھری شام کو اس بازار سے گذرنے کا اتفاق ہو۔ تو معلوم ہوگا بہتیرے مکانوں کے آگے اسباب لیجانے والی گاڑیاں کھڑی ہیں کیونکہ اس بازار کے لوگوں میں کرایہ کا سامان اُڑا لے جانے کی علت عام ہے۔

بلکہ سیٹمفورڈ سٹریٹ کے رہنے والوں اور کرایہ داروں کی ابتر حالت کا اندازہ کرنے کے لئے بیشمار زندہ مثالیں کافی نہیں اور بھی موجود ہیں۔ ٹیکس جمع کرنے والے کی صورت دیکھتے مکان کے اندر چہرہ بنائے نکلتا ہے اور کرایہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے بہم رسانی آب کا سلسلہ میں ایک آ تو یہاں آئے دن کی بات ہے۔ ریٹ کلکٹر کی حالت اس سے کسی طرح بہتر نہیں حرص ۔ ہیذ روڈ کے تاجروں بھرا ہاتھ دھرے بیٹھے سوچا کرتے ہیں کہ سیٹمفورڈ

سٹریٹ کی حالت کیا سے کیا ہوتی جا رہی ہے کوئی شخص کسی کی ملاقات کے لیئے آئے تو اُسے مکان کے اندر ہی سے آواز دی جاتی ہے ۔ کیونکہ ہر شخص قزاق ابن کے نمودار ہونے کے خوف سے دروازہ کھولتا ہوا ڈرتا ہے ۔ اور اس احتیاط کو اس حد انتہا تک پایا جاتا ہے ۔ کہ قصائی سے گوشت اور نانبائی سے روٹی بھی لینی ہو ۔ تو بند دروازہ میں سے ہی لے لی جاتی ہے ۔

یہ حالت اس بازار کے رہنے والوں کی ہے ۔ جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں ۔ لیکن یہ سب جملہ معترضہ تھا ۔ کیونکہ ہمیں تو اس وقت اس بازار کے شکستہ مکانوں . . . یا یوں کہنا چاہیئے کہ ان میں سے ایک کا ذکر کرنا ہے ۔

غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد دو آدمی براڈ وال کی تنگ و تاریک گلی سے نکل کر اس بازار میں داخل ہوئے اور دبے پاؤں چلتے اس شکستہ مکان تک پہنچے جو مس ہیجو بالڈ کے مکان سے ملحق تھا ۔ ان میں سے ایک لانبے قد کا مضبوط اور خوفناک صورت آدمی تھا جس کا تذکرہ ہم آگے چل کر زیادہ تفصیل کے ساتھ کرینگے ۔ اس نے جیب سے کنجی نکالی اور اس ٹوٹے ہوئے مکان کا دروازہ کھولا اور جلدی سے اندر داخل ہو گیا پھر اس کا ساتھی ڈرتا ڈرتا اس کے اندر داخل ہوا ۔ یہ بیان کرنا غالباً ضروری نہ ہوگا ۔ کہ اندر جانے کے پہلے انہوں نے اس بارہ میں دیکھ بھال کر لی تھی ۔ کہ بازار میں کوئی آمد و رفت موجود نہیں ۔ اور دروازہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کھولا گیا تھا کہ اسکی آواز پاس کے مکانات میں رہنے والوں کے کانوں تک نہ پہنچے ۔

ڈیوڑھی میں پہنچکر اس خوفناک صورت شخص نے کہا "بڈھے میاں اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو ۔ اس لیئے کہ زینہ ٹوٹا ہوا ہے ۔ ایسا نہ ہو تم ادھر اُدھر گر جاؤ . . . لیکن بخدا تم اس طرح کانپتے کیوں ہو ؟ میں تمہیں جہنم میں تو نہیں لیئے جا رہا ہوں ۔"

"نہیں میرے دوست نہیں" دوسرے نے گھبراہٹ کی حالت میں کہا "تمہارے ہوتے ہوئے ڈر تو کس بات کا ہے . . . فقط . . . یہ بات ہے کہ . . . یہاں ذرا . . . اندھیرا ہے ۔"

"اندھیرا" ! اسی پہلے بدمعاش نے خوفناک ہنسی ہنستے ہوئے کہا "تم کیا دودھ پیتے بچے ہو ۔ کہ اندھیرے میں ڈر لگتا ہے ۔ اندھیرا تو رات کے وقت سبھی جگہ ہوتا ہے . . . ہاں پرسٹرک بھوتوں کا ڈر ہے ۔" اور یہ کہتے ہوئے وہ اپنے ساتھی کو ہاتھ سے پکڑ کر باہستگی ناہیر یک تک گھسیٹتے ہوئے زینہ کی راہ سے نیچے اُتارنے لگا ۔ اور پھر اس حالت میں بولا "تمہیں بھوتوں کا خوف ہے تو اطمینان رکھو یہ یہاں نظر آ جائیں گے ۔ کیونکہ میں نے یہ

ایک جوان لڑکی کی روح جسے یہاں قتل کیا گیا تھا۔ اکثر آدھی رات کے وقت یہاں اپنے کفن میں پھرا کرتی ہے۔ اگرچہ خود میں نے اپنی عمر میں اسے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اگر دیکھوں بھی تو مجھے اس کا خوف نہیں۔"

یہ الفاظ ازراہ مذاق کہتے کہتے وہ بدمعاش اپنے ساتھی کو زینہ کے نچلے حصہ تک لے گیا تھا۔ وہاں اس نے ایک دیاسلائی دیوار سے رگڑ کر جلائی۔ اور موم بتی کا ایک ٹکڑا جیب سے نکال کر اُسے روشن کر لیا۔

پھر وہ آگے آگے چلتا باورچی خانہ کی طرف ہولیا۔ اور اپنے بڈھے ساتھی سے کہنے لگا "تم بھی میرے پیچھے چلے آؤ۔"

یہ جگہ گرد و غبار سے اٹی ہوئی اور بالکل سیاہ تھی۔ چھت کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے کالے رنگ سے رنگا گیا ہے۔ اور فرش زمین کئی مقامات پر شکستہ تھا۔ الماریاں ٹوٹی ہوئی اور مکڑی کے سیاہ جالے اتنے بڑے کہ کپڑے کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے۔ چھت پر کونوں میں اور الماریوں کے اندر آویزاں تھے۔ کھڑکیوں کی جھلملی بند اور اس پر بھورے رنگ کا کاغذ بظاہر اس لئے چپکا کیا گیا تھا کہ شمع کی روشنی باہر نظر نہ آئے۔ کمرہ کے وسط میں ایک شکستہ میز تھی۔ دو کرسیاں بظاہر کسی سخت لکڑی کی بنی ہوئی) جو اثرات زمانہ سے بھی اب تک نہ ٹوٹی تھیں اور شراب کا ایک خالی پیپہ میز کے قریب اُلٹ کر رکھا ہوا جو شاید تیسری کرسی کا کام دیتا تھا۔

اب اس بدمعاش نے موم بتی کا ٹکڑا ایک بوتل کے مُنہ میں لگا دیا۔ اور میز کا دراز کھول کر ایک بوتل اور دو چھوٹے چھوٹے گلاس نکالے۔ خود اس اوندھے پیپہ پر بیٹھ کر اس نے اطمینان سے پائپ جلایا۔ اور اس کا عمر رسیدہ ساتھی مضطرب اور لرزہ براندام ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

ہمارے ناظرین شاید سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ دونو شخص علی الترتیب ڈریل باب اور ٹارنر تھے۔ اگر ایسا ہے تو آپ کا خیال نادرست نہیں۔

ان میں سے آخرالذکر سے وہ عرصہ دراز کے واقف ہیں۔ یہ وہی ٹارنر ہے جو کسی زمانہ میں ایک شریف آدمی کی حیثیت سے اپنے مکان میں فراغت کی زندگی بسر کرتا تھا لیکن حرص۔ بے شرمی۔ گناہ اور جرم کا دور اختیار کر کے اب اس نوبت کو پہنچ گیا ہے کہ ڈریل باب

جیسے بدمعاش اس کے ساتھی ہیں۔ مگر دوسرا شخص یعنی اس کا ساتھی کسی قدر مفصل ذکر کا محتاج ہے۔ جیسا کہ جیک لبلی نے مسز مارٹیمر سے ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ نوع انسانی کو بدنام کرنے والے بدمعاشوں میں کیا بلحاظ صورت اور کیا از روئے سیرت بدترین مثال پیش کرتا تھا۔ لانبا قد۔ بدن کسرتی اور مضبوط۔ اعضا قوی غرض مجموعی طور پر شہزور آدمی تھا۔ عمر ابھی ۴۳ سال کے قریب تھی۔ چہرہ اتنا بدصورت کہ دیکھ کر نفرت آتی تھی۔ اور موٹی ادلھبی سیاہ مونچھیں ٹھوڑی کے نیچے لٹکا کر اسے اور زیادہ خوفناک بناتی تھیں۔ آنکھیں چھوٹی۔ سیاہ اور سانپ کی آنکھوں کی طرح تیز۔ گھنے دار بھووں کے نیچے وہ اور بھی چھوٹی معلوم ہوتی تھیں ہونٹ قدرتی طور پر موٹے اور بے رنگ تھے۔ ناک چھوٹی اور بیچ میں دبی ہوئی اس کے چوڑے چکلے چہرہ کو زیادہ ہی بدنما بنا رہی تھی۔ کپڑے میلے اور سیاہ رنگ کے سر پر چوڑے کنارے کی ٹوپی۔ پیشانی پر جھکی ہوئی۔ پاؤں میں بھاری بوٹ اور ہاتھ میں ایک نہایت مضبوط ڈنڈا تھا جس کے ایک طرف بھاری موٹھ اور دوسری جانب پختہ لوہا لگا ہوا تھا یہ اس کا سب سے زبردست ہتھیار تھا اگرچہ اسے اس سے کام لینے کی بہت ہی کم ضرورت ہوتی تھی۔ کیونکہ جیسا پیشتر بیان کیا گیا عام طور پر وہ اس وحشیانہ طریق پر کام لیا کرتا تھا جس کا ذکر ڈاکٹر نے مسز مارٹیمر سے کر دیا تھا۔ اور جس کی وجہ سے اس کا نام ڈبل بار مشہور ہوا۔

پولیس کے آدمی اس بدمعاش کو اچھی طرح جانتے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی کو اس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ تھی۔ اگر اس شخص کا ہتھیار اس کا ڈنڈا یا پستول ہی ہوتا تو پولیس کے لئے چنداں خوف کی بات نہ تھی۔ لیکن یہ جانتے ہوئے کہ مقابلہ کے وقت وہ ظالم منہ پر جلتے ہوئے تیزاب کی شیشی الٹ کر اندھا کرنے سے دریغ نہیں کرتا کسی میں اسے گرفتار کرنے کی ہمت نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب پولیس کو اس کی کسی واردات کی خبر ملتی تو وہ اسے وہاں تلاش کرنے جاتے جہاں سمجھتے تھے کہ وہ ہرگز نہیں ملیگا۔ اور اگر کبھی اتفاق سے وہ انہیں شہر کے حصہ سرے کی کسی گلی یا بازار میں چلتا نظر آجاتا جہاں وہ بالعموم رہا کرتا تھا۔ تو یہ اس وقت تک کہ وہ اطمینان سے گذر جائے یا تو کسی دوکان میں رکھی ہوئی تصویر کو دیکھنے لگتے یا یونہی آسمان کی طرف منہ اٹھا لیتے۔ بہر حال وہ یہ ظاہر کرتے کہ انہوں نے اسے دیکھا نہیں۔

خود وڈریل بابا اچھی طرح جانتا تھا کہ پولیس کے آدمی مجھ سے خوف کھاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ سمجھتا تھا۔ کہ ہر کلیہ میں استثنےٰ ضرور ہوتا ہے۔ اور کیا عجب پولیس کے آدمیوں میں بھی کوئی کسی وقت اپنی جان کی پروا نہ کرکے حملہ کردے۔ پس اہلکاران پولیس کی طرف سے بے خوف ہونے کے باوجود وہ بے فکر نہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جب کبھی وہ کوئی واردات کرتا۔ تو اس وقت تک اس مکان میں چھپا رہتا جتنے کہ تحقیقات اور تفتیش کا جھگڑا طے ہو چکتا۔

یہ شخص تھا جو اس وقت ٹارنر کو ساتھ لئے اس مکان میں داخل ہوا۔ جن حالات میں ان دونوں کی اول مرتبہ ایک دوسرے سے شناسائی ہوئی ان کا علم ناظرین کو اس گفتگو سے ہو جائے گا جو اس وقت ہوئی جب وہ دونوں اس شکستہ مکان کے باورچی خانہ میں بیٹھ گئے۔

"شکر ہے ہم یہاں بحفاظت پہنچ گئے" ڈریل بابا نے اپنے مسکن پائپ کے زوردار کش لگاتے ہوئے کہا "اور بھوتوں کی قسم۔ ایسا مزیدار سودا میں نے کبھی عمر بھر میں نہیں کیا تھا۔ اتنی بڑی رقم اور اس آسانی کے ساتھ مل جائے . . . !"

"تمہارا مطلب اپنے حصہ یعنی ۲ ہزار سات پونڈ سے ہے؟" ٹارنر نے اپنے ساتھی کی طرف فکر کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا وہ اسکی زبانی اس بات کا یقین حاصل کرنا چاہتا تھا کہ اس رقم سے اسے زیادہ نہیں تو نصف ضرور مل جائے گی۔

"ہاہ!" وہ بدمعاش لاپروائی سے کہنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کالے رنگ کی بوتل سے برانڈی کی کچھ مقدار دونوں گلاسوں میں ڈالی "تم اسے تو پیو" اور پھر اپنا گلاس ایک ہی بار منہ کو لگا کر ختم کرنے کے بعد وہ ذرا رک کر بولا "بڈھے میاں یہ سودا بڑا ہی مزیدار رہا۔ اور سچ پوچھو تو خوش نصیبی تھی کہ میں اسی مکان کے دوسرے حصہ میں رہتا تھا جہاں میں نے تمہیں روپیہ جاتے رہنے کے بعد درد سے کراہتے دیکھا۔ پھر یہ کیا کم خوش نصیبی تھی کہ تم نے میرے استفسار پر رفتہ رفتہ سارے حالات بیان کر دیے۔ اگرچہ پہلے تم مجھے اپنا راز دار بنانے میں جھجکتے تھے۔ بہت دیر تو میں تمہیں بڈلم کے پاگل خانہ سے بھاگا ہوا دیوانہ ہی سمجھتا رہا۔ کیونکہ یہ بات عقلی طور پر بعید از فہم تھی کہ تمہارے جیسے شخص کے پاس جو ایک زمانہ میں اس قدر فلاکت کی زندگی بسر کرتا ہو۔ اتنا مال کیونکر ہو سکتا ہے۔"

"لیکن آخر کار تم نے مان لیا کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا وہ غلط نہیں" ٹارنر نے محض اپنے ساتھی کو خوش کرنے کی نیت سے اس گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا کہ میں نے مان لیا" ونٹرل باپ نے کہا اور پھر اپنی برجس کی جیبوں کو پرمعنی طریق پر ہاتھ لگا کر وہ کہنے لگا "اور اب تو میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے۔ کہ تم نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ لیکن میرے دوست میری مدد کے بغیر تم کیا خاک کر سکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وہیں قہوہ خانہ میں بیٹھے ہوئے اپنی قسمت کو رویا کرتے۔ میں نے ہی تم سے کہا کہ اگر وہ بڑھیا لندن میں موجود ہے۔ تو چاہے کسی جگہ ہو۔ میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔ تم نے اس کا جو حلیہ بیان کیا۔ اس کے بعد میرے جیسے تجربہ کار شخص کو غلط فہمی نہ ہو سکتی تھی۔ میں نے لندن کے مختلف حصوں میں اسے تلاش کیا۔ پر مزیداری دیکھو کہ معلوم ہوا۔ وہ ہم سے بالکل قریب رہتی ہے۔ بھوتوں کی قسم میں بیان نہیں کر سکتا۔ کل اسے قہوہ خانہ سے نکلتے دیکھ کر میرا دل کس طرح بلیوں اچھلنے لگا۔ مگر شاید تمہیں معلوم نہیں۔ میں نے یہ کیونکر دریافت کیا کہ وہ وہیں رہتی ہے۔"

نہیں مجھے معلوم نہیں" ٹارنر نے اپنے ساتھی کو اس انداز سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے جان کر کہا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ تم مجھ سے اس بارہ میں مزید حالات دریافت کرو "ہاں تم نے کیونکر دریافت کیا تھا؟"

"تو بھلا میرے جیسے شخص کے لئے یہ مشکل کام تھا؟" اس بدمعاش نے خوش ہو کر کہا۔ جس وقت میں نے اس بڑھیا کو قہوہ خانہ سے نکلتے دیکھا۔ تو میں اپنی جانی بگ فیسڈ پال کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ تم اس قہوہ خانہ میں جا کر توش اور چائے طلب کرنا اور اس وقت تک وہاں رہنا جب تک کہ معلوم کر لو وہ بڑھیا وہیں رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے پال سے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ معلوم کرنا ہو اپنی سیانپت سے کرنا کسی سے پوچھنا نہیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں شبہ پیدا ہو جائے۔ خیر اس لڑکی نے اسی طرح کیا۔ جیسے میں نے کہا تھا۔ اور بہت دیر وہاں انتظار کرتی رہی۔ اس نے تین بار چائے اور چار بار مکھن دار توش طلب کیا۔ اور آخر اس وقت اس نے بڑھیا کو قہوہ خانہ میں داخل ہوتے دیکھا۔ مالک مکان نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا "مسز مارٹیمر یہ لو تمہاری کنجی ہے" وہ سیر صاف عورت جس کا نام بظاہر مسز مارٹیمر ہے اپنے کمرہ کی طرف چلی گئی اور بگ فیسڈ پال

اس کی خبر لیکر میرے پاس آئی۔ اب میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا۔ کہ شکار دام میں ہے اور آخر یہ تجویز بھی میں نے ہی تمہارے سامنے پیش کی کہ صبح جب وہ بڑھیا قہوہ خانہ سے چلی جائے۔ تو ہم پولیس کے افسر بن کر وارنٹ خانہ تلاشی کے بہانہ سے اس کے کمرہ میں جائیں اور روپیہ نکال لائیں"

"بے شک یہ سب مجھے معلوم ہے" مارنر نے کہا۔ اگرچہ دل میں وہ نہایت خوفزدہ تھا۔ مبادا یہ شخص اس بنا پر کہ اس کام میں تکلیف کا بڑا حصہ میں نے لیا ہے روپیہ کے بڑے حصے کا بھی دعویدار بنے"۔ ان باتوں کو دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ بتاؤ ہمیں کب تک یہاں رہنا ہوگا؟ مجھے بہت جلدی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں اس روپیہ کا جو دراصل میرا تھا مناسب اور مساوی حصہ لیکر جسقدر جلد ممکن ہو یہاں سے چلا جاؤں۔۔۔"

"تمہارا اپنا!" ڈٹریل باب نے ازراہ تضحیک ہنستے ہوئے کہا۔ کیا یہ روپیہ اس وقت تمہارا اپنا تھا جب اماں مائیٹر نے اسے اپنے صندوق میں مقفل کر رکھا تھا؟ اور پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ اتنا روپیہ تمہارے ہاتھ کیسے آیا؟ یقیناً یہ تمہارا اپنا کمایا ہوا روپیہ نہیں کہ اسکی میں قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ تمہارے جیسے مفلوک الحال شخص کے پاس جو ایسی زار حالت میں رہتا ہو جس میں تم رہتے تھے۔ چھ ہزار پونڈ کے قریب روپیہ جائز کمائی کا ہونا قطعاً غیر ممکن ہے۔ لیکن میری بلا سے یہ روپیہ تمہارا کمایا ہوا ہو یا نہ ہو۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ میرا اصول تو یہ ہے۔ کہ نہ غیر ضروری سوالات پوچھنے اور نہ جھوٹی باتیں سننے۔ بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ روپیہ اب میرے پاس ہے۔۔۔"

"لیکن۔۔۔ مگر۔۔۔ یقیناً میرے دوست۔۔۔ تم نے۔۔۔" مارنر نے اس خیال سے سخت پریشان ہوکر کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی میں مفلس کا مفلس ہی رہا۔ رکتے رکتے کہا

"پھر وہی لیکن اور مگر کی بیہودہ گردان" ڈٹریل باب نے حقارت آمیز لہجہ میں قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور پھر اپنے پائپ میں اور تمباکو ڈال کر اور اسے سلگا کر وہ کہنے لگا۔ "میں دیکھتا ہوں جب سے ہم نے قہوہ خانہ سے روپیہ اڑایا۔ اس وقت سے تم سخت بیقرار ہو۔ جانے تم نے اپنے بال دھوپ میں سفید کئے ہیں کہ اتنا نہیں سوچتے ایسے موقعوں پر انسان کو صبر و تحمل اور دور اندیشی سے کام لینا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ وہ بڑھیا روپیہ کے ہاتھ سے نکل جانے پر نچلی نہ بیٹھے گی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ ہم کچھ عرصہ روپوش رہیں

تو اچھا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے دن بھر تمہیں منٹ کے ایک شراب خانہ میں اپنے ساتھ چھپائے رکھا۔ اور اسی لئے اب یہاں لایا ہوں۔ اب ہم دونوں یہاں ہر طرح محفوظ ہیں کیونکہ صرف پگ فیسڈ پال۔ جیک رلی اور ایک دو اور ذاتی دوستوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ خطرہ کے وقت میں یہاں آکر چھپا کرتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے افشائے راز کا اندیشہ نہیں۔ بخلاف ازیں پگ فیسڈ یہ دیکھ کر کہ میں شام کو اس کے مکان پر نہیں گیا تھوڑی دیر تک ضرور میری تلاش میں یہاں آئے گی۔ اور اپنے ساتھ خوراک کی چیزوں کی ٹوکری لائے گی۔ اس لئے امید رکھو تھوڑی دیر تک ہم مزے سے کھانا کھائیں گے۔ اس وقت تک خوب پیو . . . میرے یار پیتے کیوں نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے اس بدمعاش نے اپنا گلاس پھر ایک بار پر کیا اور برانڈی کی بوتل میلی کچیلی میز پر ٹارنر کی طرف بڑھا دی مگر اس نے اسے چھوا بھی نہیں۔ کیونکہ اس کا گلاس ابھی تک آدھا پُر تھا۔ اور اس کے دل میں خوف کا کچھ ایسا احساس پیدا ہو رہا تھا۔ کہ اسے اپنا دماغ چکر میں اور حواس مختل معلوم ہوتے تھے۔

اس وقت وہ ایک کمزور و بے یار و مددگار بڈھا آدمی ایک ایسے شخص کے اختیار میں تھا جس کی نسبت وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ نہایت خطرناک بدمعاش ہے لیکن جس کے ساتھ اس نے اپنے کھوئے ہوئے روپیہ میں سے بہت نہیں تو آدھا ہی وصول کرنے کی امید سے یارانہ گانٹھا تھا۔ وہی روپیہ جس کے حصول میں اس نے پہلے اپنے ہاتھ خون سے رنگے تھے . . . وہ اس خطرناک بدمعاش کے اختیار میں ایک ایسے مقام پر تھا جس کی صورت کسی نہایت مضبوط دل کے آدمی کو افسردہ اور مغموم بنانے کے لئے کافی تھی۔ اس جیسے نیم مردہ شخص پر تو اس کا جو بھی اثر ہو کم ہے . . . وہ اس شخص کے اختیار میں تھا جسے شیطان بصورت انسان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور وہ بھی ایک ایسے شکستہ اور برباد مکان میں جس کی نسبت اسکے خوفناک رفیق نے بعض توہمات بیان کئے تھے جو اس کے ہراس کو دو بالا کرنے والے تھے . . . وہ ایک دیو مجسم کے اختیار میں اور ایک ایسے مکان پر تھا جس کی ہیبتناک صورت شمع کی اس دھندلی روشنی میں جو تاریک کمرہ کے اندر جھلملا رہی تھی اور زیادہ پُرخوف نظر آتی تھی۔

"کس سوچ میں ہو؟ اور پیتے کیوں نہیں؟" یہ الفاظ تھے جنہوں نے یکایک ٹارنر کے

کانوں میں پہنچکر اسے اس نیمخواب کی سی حالت سے چونکا دیا جس میں وہ اپنے تفکرات اور اندیشوں کے باعث بیٹھا تھا۔ اور گو اس وقت اس کا جسم بے حرکت تھا تاہم دماغ نہایت تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"میں ... میں بھی سوچ رہا تھا کہ ہمیں کب تک یہاں ٹھیرنا ہوگا" اس نے یکایک اس طرح بیدار ہو کر گویا اُسے کوئی برقی صدمہ پہنچا ہو لکنت آمیز لہجہ میں کہا "میں نے پہلے بھی تم سے یہ سوال کیا تھا۔ مگر تم نے جواب نہیں دیا۔"

"اور اس کا جواب ہو بھی کیا سکتا ہے" وٹرل باب نے کہا "سب کچھ حالات پر منحصر ہے۔ شاید ہم تین دن یہاں رہیں۔ شاید چار دن ... شاید زیادہ ..."

"تین چار دن! اور اس سے زیادہ!" ٹارنر نے چیخکر کہا "نہیں نہیں میں اتنے دن اس خوفناک مقام میں نہیں رہ سکتا۔ میں مر جاؤں گا! ..."

"مر جاؤ گے"؟ اس کے بدمعاش ساتھی نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا "کیا کہتے ہو؟ میں اس سے پہلے یہاں لگاتار تین تین ہفتے رہا ہوں اور دیکھ لو میں نہیں مرا۔ پھر اس میں خوفناکی کیا ہے؟ رات دن مزے سے پڑے رہا کرو اور شراب پیا کرو ... اگر تمبا کو نہیں پیتے تو شراب ہی سہی۔ سونے کے لئے کرسی موجود ہے جس پر تم اتنے آرام کے ساتھ لیٹ سکتے ہو جیسے کسی نمدہ پر مخمل۔ اور باتیں کرنے کے لئے ہر وقت میں یہاں موجود ہوں ..."

"نہیں۔ نہیں ... میں یہ مصیبت برداشت نہیں کر سکتا ... میں اسے برداشت نہیں کروں گا" ٹارنر نے دفعتاً اپنی کرسی سے اُٹھتے ہوئے چلا کر کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے آثار نمودار تھے۔ اور ہزاروں ہیبت ناک خیالات کسی تیزندی کی رفتار کے ساتھ اس کے دماغ سے گذر رہے تھے۔

"بیوقوف کے بچے غل نہ کرو" وٹرل باب نے غصہ میں بھر کر کہا "اگر کسی نے بازار میں آواز سن لی ..."

"سن لے مجھے پروا نہیں" ٹارنر نے اور زیادہ زور سے چیخکر کہا "میرے حصہ کا روپیہ میرے حوالے کرو کہ میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں ..."

"چپ رہتا ہے کہ میں آؤں" بدمعاش نے پیپہ سے اُٹھ کر زیادہ بے چینی کے لہجہ میں اسے ڈانٹا "تم میرا روپیہ مجھے دیدو۔ میں یہاں نہیں ٹھیروں گا" ٹارنر نے اسی طرح چلاتے ہوئے کہا

اوراب انتہائے یاس سے اس کی آواز پہلے سے بلند تر ہوگئی تھی۔

"احمق چپ رہ!" وڈریل باب نے میز کے گرد گھوم کر بڈھے کو گلے سے پکڑتے ہوئے کہا۔

مگر ٹارنر میں اس وقت جوش کی وجہ سے غیر معمولی توانائی آچکی تھی۔ جو خود وڈریل باب کے لئے حیرت خیز ثابت ہوئی۔ اسکی گرفت سے نکل کر وہ "مار ڈالا" "مار ڈالا" چلاتا ہوا دروازہ کی طرف لپکا۔

"تیرا ستیاناس ہو!" باب نے گرجکر کہا اور وہ بھی شیر کی تندی اور پھرتی کے ساتھ اس پر وار کرنے دوڑا۔

"مار ڈالا" ایک بار پھر خوف زدہ ٹارنر نے چلا کر کہا اور اس کے بعد اس کے دیو ہیکل رفیق نے اسے اٹھا کر بڑے زور سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔

فرش زمین پر گر کر وہ درد سے کراہنے لگا۔ مگر ڈیریل باب جو چاہتا تھا اسکے منہ سے کوئی آواز نہ نکلے۔ اس بدنصیب کے سکڑے ہوئے بدن پر دونوں پاؤں رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ ٹارنر اس کے بوجھ کے نیچے دب کر تڑپنے لگا۔

ایک دوبار ہلکے اور دردناک لفظوں میں "رحم! رحم!" کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس خوفناک بدمعاش پر اس کا کیا اثر ہوتا تھا۔ اس نے اپنے بوٹ کی ایڑی سے بڈھے کا منہ زور سے دبا اور چند منٹ کے عرصہ میں اس کا کام تمام کردیا۔

اب وڈریل باب اس خوفناک ویران مکان میں تنہا تھا۔ اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر اس شخص کی لاش پڑی تھی جسے اس نے کچل کر اتنا بدصورت کر دیا کہ صورت بھی پہچانی نہ جاتی تھی۔

اس فعل شنیع سے فارغ ہوئے اُسے ایک دو منٹ ہی گذرے تھے کہ اس قسم کی آواز آئی جیسے کسی نے سڑک سے کنکر اٹھا کر باورچی خانہ کی کھڑکی پر پھینکے ہوں۔ اس اشارہ سے وڈریل باب کے خوفناک چہرہ پر اطمینان اور مسرت کی جھلک نمودار ہوگئی۔ کہنے لگا "یقیناً یہ پگ فیسڈ پال کی آمد ہے" اور پھر کان لگا کر سننے لگا۔

اس کے لمحہ بھر بعد پھر ایسی ہی آواز آئی۔ اور اب وڈریل باب جس کے دل میں ذرا سا شبہ بھی باقی نہیں رہا تھا زینہ پر چڑھکر صدر دروازہ کھولنے چلا۔

سلسلہ ثانی کی بیسویں جلد ختم ہوئی

ضروری اطلاع

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن۔ کے دواؤں کی قیمت میں اضافہ

وہ زندگی ہی کیا

جس سے ایک دوسرے کو فائدہ نہ پہنچ سکے!

سی مقبول ہیں ڈاکٹر برمن کی دوائیں نہیں ہیں سستی بکتی ہیں اور انمول فائدہ پہنچاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ سستی اور فائدہ مند ثابت ہوئیں۔

اس کارخانہ کا آغاز ۱۸۸۳ء میں ہوا جسے یہ ۳۷ واں سال جا رہا ہے۔ سب سے پہلے عرق کافور ایجاد کیا گیا اور نفع کا خیال نہ کر کے قیمت محض برائے نام صرف ۴ر رکھی گئی۔ اسی مذکورہ بالا قول کی سچائی کا خود عرق کافور کر رہا ہے

جنگ یورپ کے سبب ۱۹۱۴ء سے قیمت ادویات بہت بڑھ گئیں یعنی چوگنی آٹھ گنی ہو گئیں اور بہتری دواؤں کا ملنا ہی دشوار ہو گیا۔ دیگر کارخانہ جات نے اپنے دواؤں کی قیمت جب ہی بڑھا دی تھی مگر میں مندرجہ بالا دشواریوں اور خسارہ کا سامنا صرف اس امید پر کرتا رہا کہ بعد جنگ پھر وہی سابق قیمت دواؤں کی ہو جائیگی۔ مگر افسوس کہ ہنوز وہی گرانی موجود ہے۔

اسلئے میں لاچار ہو کر اپنے مہربان قدر دان ایجنٹوں اور خریداروں کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دینے پر مجبور ہوا ہوں کہ تاریخ ۸ نومبر ۱۹۲۰ء سے پیٹنٹ دواؤں کی قیمت کچھ بڑھا دینی پڑی جو ہنوز موجودہ لاگت سے کم ہے۔

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۶ر	بخار کی دوا (خورد)	۱۰ر
دمہ کی دوا	[illegible]	سالسہ	[illegible]
بخار کی دوا (کلاں)	[illegible]	سپنی لائن	[illegible]

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
پرانا سوزاک	عا ر	عرق پودینہ	۱۲ ر
گرمی آتشک	عا ر	کلوروڈائن	مرد رحب [illegible]
سولاٹانک	۴ہ ر	لال شربت	عہ ر
گھنٹیا کے کھانیکی دوا	عہ ر	خارشت کھجلی کی دوا	۱۲ ر
گھیگھ کے کھانیکی دوا	۶ ر	امراض مستورات کی دوا	۲ہ ر
ہین اسیلہ	۴ہ ر	امراض دندان	۸ ر
کھانسی کی دوا (بڑی)	۴ہ ر	پیپرمنٹ کاست	۱۲ ر
کھانسی کی دوا (چھوٹی)	۱۰ ر	روغن پیپرمنٹ	۲ہ ر
کان بہنے کی دوا	۶ ر	روغن رینڈی	۱۲
داد کا مرہم	۶ ر	روغن صندل	۱۴
زخم کا مرہم	۸ ر	روغن اجوائن	۸
زخم دہونیکی ٹکیہ	۲ ر	روغن سونٹھ یا ادرک	۱۲
مقوی گولیاں	۴ہ ر	روغن سونف	۴
پرانے ملیریا بخار کی گولیاں	۱۰ ر	روغن دارچینی	۱۲
بدہضمی و بدہضمی کے دست	عہ ر	روغن لونگ	۸
کونین کی ٹکیہ	۱۴ ر	روغن لیموں	۴
دردسر کی دوا	۱۲ ر	روغن الائچی	۱۲
جلاب کی گولیاں	۹ ر	لیونڈر	۱۴
طاعون کی گولیاں (بڑی ڈبیہ)	۲ہ	نمونہ کا بکس	[illegible]
ایضاً (چھوٹی ڈبیہ)	۱۲ ر	تھرمامیٹر (انگریزی کا) اردو کا ۳ ر	[illegible]

المشتہر :- ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

(جامع سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ الیشر داس پرنٹر چھپا)